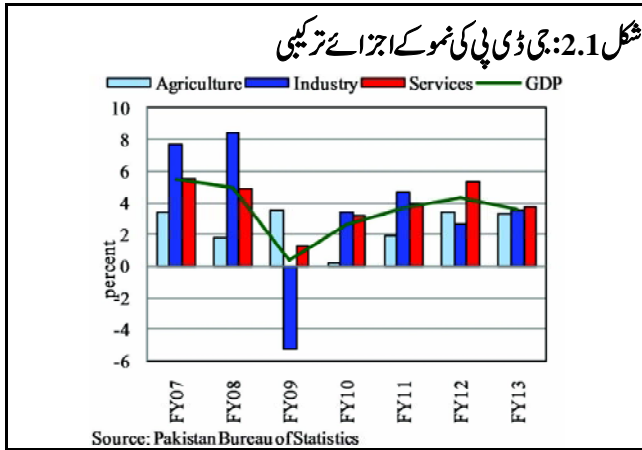


2 معاشی نمو، بچت اور سرمایہ کاری

2.1 حقیقی جی ڈی پی کی نمو



مالی سال 13ء کے لیے معاشی نمو کی حکمت عملی منصوبہ بندی کمیشن کی جانب سے تیار کردہ معاشی نمو کے طویل مدتی فریم ورک پر مبنی ہے اور اس میں پائیدار بنیادوں پر بلند معاشی نمو حاصل کرنے کے لیے پیداواریت اور مسابقت میں بہتری کو اہم ستون قرار دیا گیا ہے۔ خاص طور پر، پالیسی سازوں کو توقع تھی کہ توانائی کی اصلاحات کے بعد بیکار گنجائش کے وسیع تر استعمال سے صنعتی سرگرمیاں بحال ہو جائیں گی اور جی ڈی پی کی نمو میں مدد ملے گی۔¹

تاہم معاشی نتائج توقعات پر پورا نہیں اتر سکے۔ اگرچہ مہ 13ء میں صنعتی شعبے میں کچھ بحالی ہوئی لیکن یہ خدمات و زراعت میں ہونے والی سست نمو کے اثرات زائل کرنے کے لیے ناکافی تھی۔ اس طرح مہ 13ء میں حقیقی جی ڈی پی کی نمو سست رفتاری کا شکار ہو کر 3.6 فیصد ہو گئی جو مہ 12ء میں 4.4 فیصد تھی (شکل 2.1 اور جدول 2.2)۔² اسی طرح جی ڈی پی کی نمو جو پہلے ہی پست سطح پر تھی، مہ 13ء میں مزید کم ہو گئی۔ اس وجہ سے پاکستان اور دیگر علاقائی ممالک کی فی کس آمدنی کا فرق مزید بڑھ گیا (جدول 2.1)۔

صنعتی نمو میں بہتری کی وجوہات میں ملکی پیدا کنندگان کے بہتر مارجن، کاغذ، ٹائروں، لوہے و فولاد کی صنعتی گنجائش میں توسیع، متبادل توانائی میں سرمایہ کاری، تعمیرات میں مضبوط نمو اور پیٹرولیم مصنوعات کے بہتر مالی حالات شامل ہیں۔ توانائی کی صورت حال میں ابتری اور سرمایہ کاری کی شرح میں کمی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بحالی حوصلہ افزا ہے۔ شعبہ خدمات میں گزشتہ برس 5.3 فیصد نمو ہوئی تھی لیکن اس کا تسلسل مہ 13ء میں نہ رہا۔ اس کی وجہ ٹیلی کام شعبے کی کمزور کارکردگی ہے، جسے بڑھتے ہوئے مسابقتی دباؤ اور بعض ضوابطی اقدامات کا سامنا ہے (جن میں سم کی فروخت کے معاملات کی درستی، میٹ ورک خدمات کی عارضی بندش، ٹیکسوں کی بلند شرح اور غیر قانونی ذرائع کے استعمال میں اضافہ شامل ہیں)۔

طلب کے لحاظ سے اگرچہ مہ 13ء کے دوران گھرانوں کے صرف کی نمو سست رفتار رہی پھر بھی یہ جی ڈی پی کی نمو سے زیادہ تھی۔ بھاری زراعت اور ٹیکس و جی ڈی پی کے گرتے

1. ماخذ: سالانہ منصوبہ 2012-13ء، منصوبہ بندی کمیشن۔

2. جی ڈی پی کی نمو کا مہ 13ء کے سالانہ منصوبے کے مقرر کردہ 4.3 فیصد ہدف سے براہ راست تقابل نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا سبب قومی آمدنی کھاتوں کے بنیادی سال اور مرتب کرنے کے طریقہ کار میں تبدیلی ہے۔ سابقہ بنیاد پر مہ 13ء کی جی ڈی پی کی شرح نمو بھی ہدف سے ہم آہنگ ہے اور 3.2 فیصد رہی۔

جدول 2.2: خام ملکی پیداوار (2005ء-06ء کی ساکن قیمتوں پر)						
حصہ اور نمونہ فیصد میں، حصہ داری فیصدی درجے میں						
نمونہ میں حصہ		نمو		حصہ		
م 13ء	م 12ء	م 13ء	م 12ء	م 13ء	م 12ء	
0.7	0.7	3.3	3.5	21.4	21.5	زراعت
0.3	0.3	3.2	2.9	8.7	8.7	فصل
0.1	0.4	2.3	7.4	5.4	5.5	اہم فصلیں
0.2	-0.2	6.7	-7.7	2.6	2.6	چھوٹی فصلیں
0.0	0.1	-2.9	13.8	0.6	0.7	کپاس کی جنگ
0.4	0.5	3.7	3.9	11.9	11.9	گلہ بانی
0.0	0.0	0.1	1.7	0.4	0.5	جنگل بانی
0.0	0.0	0.7	3.8	0.4	0.5	مائی گیری
0.7	0.6	3.5	2.7	20.9	20.9	صنعت
0.2	0.1	7.6	4.6	3.1	3.0	کان کنی و کوہ کنی
0.5	0.3	3.5	2.1	13.2	13.2	اشیا سازی
0.3	0.1	2.8	1.2	10.6	10.7	بڑا پیمانہ
0.1	0.1	8.2	8.4	1.6	1.5	چھوٹا پیمانہ
0.0	0.0	3.5	3.6	0.9	0.9	ذبیحہ
-0.1	0.1	-3.2	2.7	2.3	2.4	بجلی و گیس کی پیداوار اور تقسیم
0.1	0.1	5.2	3.2	2.4	2.3	تغیرات
2.1	3.0	3.7	5.3	57.7	57.6	خدمات
0.5	0.3	2.5	1.7	18.2	18.3	تھوک و خوردہ تجارت
0.5	1.2	3.4	8.9	13.7	13.7	مال برداری، ذخیرہ کاری اور مواصلات
0.2	0.0	6.6	1.0	3.0	2.9	مالیات و بیمہ
0.3	0.3	4.0	4.0	6.7	6.7	مکاناتی خدمات
0.4	0.7	5.6	11.1	6.8	6.6	عمومی حکومتی خدمات
0.4	0.6	4.0	6.3	9.3	9.3	دیگر نجی خدمات
3.6	4.4	3.6	4.4	100.0	100.0	جی ڈی پی
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات						

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ہوئے تناسب سے گھرانوں کے اخراجات کے تسلسل کی وضاحت ہوتی ہے جس کی عکاسی صارفی اشیا کی تیزی اور متحرک تعمیراتی شعبے میں مضبوط نمونے ہوتی ہے۔

سرمایہ کاری کی شرح جو پاکستان میں خاصی کم رہی ہے اس میں م 13ء کے دوران مزید کمی واقع ہوئی۔ مستقل معاشی عدم توازن، توانائی کے شعبے کی ساختی رکاوٹیں اور غیر یقینی سیکورٹی ماحول سرمایہ کاری کے راستے میں رکاوٹ بننا رہا۔³ ٹھوس اصلاحات کے ذریعے ان رکاوٹوں پر قابو پانا اور معاشی نمو کی پائیدار اور بلند سطح کو فروغ دینا پالیسی سازوں کے لیے سنگین چیلنج رہا ہے۔ یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ ان میں سے بیشتر اصلاحات اقتصادی نمو کے فریم ورک کا حصہ ہیں لیکن جس چیز کی کمی ہے وہ ہے ان کے مؤثر نفاذ کی کمی۔

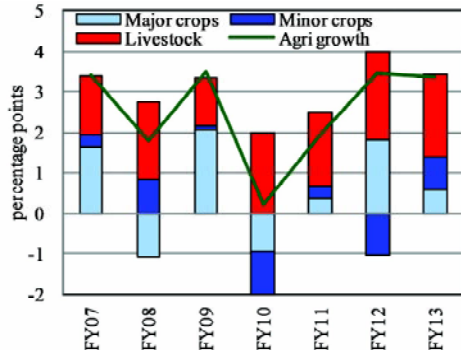
اصلاحات پر تیزی سے عملدرآمد اور وسط تا طویل مدتی معاشی مقاصد کی راہ پر چلنے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ آئی ایم ایف کے ساتھ معاشی استحکام کے پروگرام کا نتیجہ قلیل مدت میں پست معاشی نمو کی صورت میں نکلے گا۔⁴ آخر میں موسمی دھچکوں کی شدت کے پیش نظر بلند جی ڈی پی نمو کا حصول خطرات سے دوچار رہے گا کیونکہ یہ ماحول میں ہونے والی تبدیلیوں کا نتیجہ ہیں (خصوصی سیکشن 2.1)۔

³ کاروبار کرنے میں آسانی کے لحاظ سے 2013ء میں پاکستان کی عالمی درجہ بندی میں 3 درجے کی ہوئی اور یہ 107 پر آگئی (180 ممالک میں سے)۔

⁴ اگرچہ حکومت نے م 14ء کے لیے جی ڈی پی کی نمو کا 4.4 فیصد ہدف مقرر کیا ہے تاہم، اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی کے مطابق معاشی نمو 3.7 فیصد رہے گی (باب 1)۔

2.2 مجموعی رسد

شکل 2.2: زراعت کی نمو میں حصہ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

2.2.1 زراعت

میں 13 ء کے دوران زراعت کے شعبے میں 3.3 فیصد کی قدرے پست نمو ہوئی جو گزشتہ برس 3.5 فیصد تھی۔ یہ سست رفتاری اہم فصلوں کے سبب ہوئی کیونکہ چھوٹی فصلوں نے گزشتہ برس کے مقابلے میں مضبوط کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا (شکل 2.2)۔⁵

وسیع معنوں میں یہ کارکردگی گزشتہ چند برسوں میں کمی کے رجحان سے ہم آہنگ ہے (شکل 2.3)۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ قومی اوسط اور ایک جدید کاشت کاری پیداوار کی یافتوں میں بڑے فرق کو مد نظر رکھتے ہوئے (شکل 2.4) پالیسی کا ایک مناسب آمیزہ اس رجحان کو بدل سکتا ہے اور موسمی دھچکوں سے بچاؤ میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ غذائی تحفظ پر منصوبہ بندی کمیشن کی رپورٹ میں، بجا طور پر کھاد کے متوازن استعمال، اچھے معیار کے بیجوں سے بوائی، پانی اور زمین کے بہتر انتظام، کھیتوں میں مشینوں کا استعمال بڑھانے کو فصلوں کی یافت میں اضافے کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔

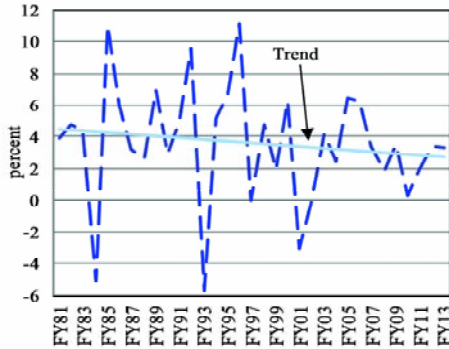
اہم فصلیں

میں 13 ء میں اہم فصلوں کی نمو گزر کر 2.3 فیصد ہو گئی جو گزشتہ برس 7.4 فیصد تھی۔ شدید بارشوں کی وجہ سے کپاس اور چاول کی پیداوار میں نمایاں کمی کے اثرات گئے اور گندم کی فصل میں ہونے والی بلند نمونے زائل کر دیے (جدول 2.3)۔

میں 13 ء وہ مسلسل تیسرا برس تھا جس میں ناسازگار موسم نے فصلوں کو نقصان پہنچایا۔ میں 12 ء میں گندم کی فصل کی تاخیر سے کٹائی⁶ اور پانی کی قلت⁷ کے باعث کپاس اور چاول کے زیر کاشت رقبے میں کمی آئی۔ اس کے بعد ستمبر 2012 ء میں بھاری بارشوں اور سیلاب نے جنوبی پنجاب میں کپاس اور چاول کی فصلوں کو بری طرح متاثر کیا۔

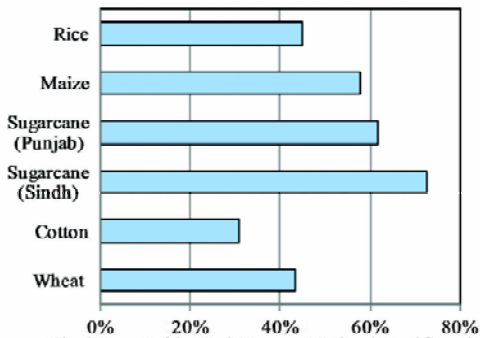
کپاس کی فصل کو اس وقت ایک اور دھچکا لگا تھا جب پتے موڑنے والا وائرس (سی ایل سی وی) وسطی پنجاب میں فصل کو خراب کرنے کا باعث بنا۔

شکل 2.3: زراعت کی نمو



Source: Various issues of Pakistan's Economic Survey

شکل 2.4: قومی اوسط اور جدید کاشت کاروں کی یافت کے درمیان فرق



Source: Final Report of the Task Force on National Food Security, Planning Commission

5 بی بی ایس کی نئی درجہ بندی کے مطابق اہم فصلوں میں صرف گندم، چاول، گنا، کپاس اور مکئی شامل ہیں۔ یہ اہم فصلوں کے سابقہ زمروں سے مختلف ہے جس میں جو، جوار، باجرہ، چنا، تبا کو، تل اور سرسوں بھی شامل تھے۔

6 گندم کی فصل عام طور پر مارچ میں پختہ ہوتی ہے لیکن موسم سرما میں توسیع نے اس مرحلے کو اپریل 2012 تک بڑھا دیا تھا۔

7 پانی کی قلت کی وجوہات یہ تھیں: گلیشیر گھٹنے میں سست رفتاری اور مونسون کی بارشوں میں تاخیر۔

جدول 2.3: اہم فصلیں					
رقبہ ہزار ایکڑ میں					
موسم	موسم 12ء	موسم 13ء	موسم 12ء	موسم 11ء	موسم 13ء
کپاس	5.4	2,879	2,835	2,689	1.6
چاول	8.7	2,309	2,571	2,365	-10.2
گنا	7.1	1,121	1,058	988	6.0
گندم	-2.8	8,660	8,650	8,901	0.1
پیداوار ہزار ٹن: کپاس کی ہزار گانٹھیں					
کپاس	18.6	13,106	13,595	11,460	-3.6
چاول	27.7	5,536	6,160	4,823	-10.1
گنا	5.6	62,724	58,397	55,309	7.4
گندم	-6.9	24,211	23,473	25,214	3.1
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات					

ربیع کے موسم کی اہم فصل گندم پست یافت سے متاثر ہوئی۔ اگرچہ خریف کے مقابلے میں پانی کی دستیابی بہتر تھی تاہم گذشتہ فصلوں (کپاس اور گنا) کی تاخیر سے کٹائی کے باعث بوائی میں تاخیر نے یافتوں کو متاثر کیا۔ اس لیے زیر کاشت رقبے میں اضافے کے باوجود گندم کی پیداوار ہدف سے کم رہی۔

کپاس: 13.1 ملین گانٹھوں کے ساتھ کپاس کی فصل موسم 12ء میں 13.6 ملین گانٹھوں کی پیداوار سے کم اور 14.6 ملین کے ہدف سے خاصی نیچے تھی (جدول 2.4)۔ جیسا کہ موسم 13ء کے لیے اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ میں بتایا گیا ہے، کپاس کے زیر کاشت رقبے میں کمی کی وجوہات یہ تھیں: (i) بوائی کے وقت پانی کی قلت (ii) گندم کی کٹائی میں تاخیر (iii) سابقہ موسم میں کپاس کی پست قیمتیں اور (iv) کاشت کاروں کی جانب سے گئے کوترجیح دینا۔⁸

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کسی ایل سی وی نے بھی خانیوال، پاک پتن، بہاولپور، رحیم یار خان، لیہ اور مظفر گڑھ میں فصل کو نقصان پہنچایا تھا۔ ستمبر 2012ء میں ڈی جی خان، راجن پور اور بہاول نگر میں بھاری بارشوں اور مقامی سطح کے سیلاب سے کھڑی فصلوں کو خاصا نقصان پہنچا تھا۔ سندھ میں بھی کپاس کی پیداوار گر گئی تھی جہاں آب پاشی کے پانی کی شدید قلت کے سبب نہ صرف زیر کاشت رقبہ میں کمی آگئی بلکہ اس سے کچھ علاقوں میں کیڑوں (جیسے جید) کو بھی حملوں کا موقع مل گیا۔⁹

جدول 2.4: موسم 13ء میں کپاس کی فصل					
پیداوار		رقبہ			
(ملین گانٹھیں)		(ملین ہیکٹر)			
اصل	ہدف	اصل	ہدف		
9.5	10.5	2.3	2.5	پنجاب	
3.4	4.0	0.5	0.7	سندھ	
13.1	14.6	2.9	3.2	پاکستان	
ماخذ: پاکستان سینٹرل کاشن کمیٹی					

زیادہ تشویشناک بات یہ ہے کہ موسم 14ء میں بھی کپاس کی فصل کے دباؤ میں رہنے کا امکان ہے۔ کپاس کی تجزیاتی کمیٹی (سی سی اے سی) کو توقع ہے کہ 14.10 ملین گانٹھوں کے ہدف کے مقابلے میں پیداوار 12.3 ملین گانٹھیں رہے گی۔¹⁰ کمیٹی کا دعویٰ ہے کہ بوائی کے اہداف سندھ اور پنجاب میں حاصل نہیں کیے جاسکیں گے جس کا اہم سبب پانی کی نامناسب فراہمی ہے۔ اگر پیداوار میں اتنی کمی ہوئی تو اس سے زراعت اور اشیا سازی دونوں کو نقصان پہنچے گا جس کا مطلب ہے کہ موسم 14ء میں نمو حاصل نہیں ہو سکے گی۔ بعد ازاں، خصوصاً پنجاب میں بھاری بارشوں سے فصلوں کو نقصان پہنچنے کی بھی اطلاع ہے۔

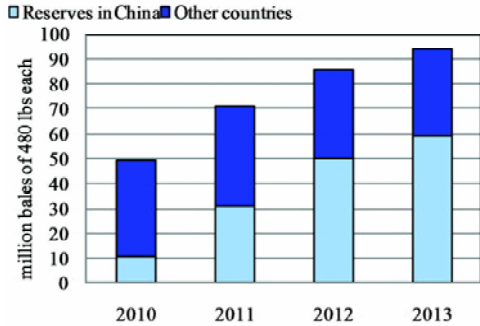
اگرچہ کپاس کے امکانات روشن نہیں ہیں لیکن کاشت کاروں کو اندرون ملک بڑھتی ہوئی قیمتوں سے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ تاہم عالمی منڈی میں ہونے والی حالیہ پیش رفت کاشت کاروں کے لیے معاون ثابت نہیں ہو رہی۔ خاص طور پر چینی حکومت کی جانب سے اپنے کپاس کے کاشت کاروں کے لیے متعارف کرائی جانے والی کم از کم امدادی قیمت کے نتیجے میں کپاس کے ذخائر میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت چین کے پاس دنیا کے اسٹاک کا تقریباً 60 فیصد حصہ موجود ہے۔ تاہم اس پالیسی نے چین کی ٹیکسٹائل صنعت کو غیر مسابقتی بنادیا ہے (باکس 2.1)۔ اس لیے اگر چین مقامی کاشت کاروں سے کپاس کی خریداری کم کر دیتا ہے یا اپنی کپاس کے ذخائر کو کم کر دیتا ہے تو اس سے بین الاقوامی منڈی میں کپاس کی قیمتوں پر دباؤ کم ہو جائے گا۔

8 اس سال بھاری بارشوں کی توقع رکھنے والے کاشت کاروں نے گئے کی فصل کو ترجیح دی کیونکہ یہ سیلاب سے زیادہ اثر قبول نہیں کرتی۔

9 ماخذ: پاکستان سینٹرل کاشن کمیٹی کی ماہانہ رپورٹیں۔

10 ماخذ: 11 دسمبر 2013ء کو منعقد ہونے والی سی اے سی کا چوتھا اجلاس

شکل 2.1.1: کپاس کے ذخائر



Source: Haver Analytics

ہاگس 2.1: کپاس کی عالمی قیمتیں: کیا ان میں دوبارہ کمی ہوگی؟

چین کپاس کی عالمی منڈی کا ایک اہم فریق ہے، سب سے بڑے پیدا کنندہ اور صارف، دونوں لحاظ سے۔ 2013ء میں چین عالمی پیداوار کا 29 فیصد پیدا کر رہا تھا اور عالمی صرف میں اس کا حصہ ایک تہائی تھا۔ اس کی افادیت مارچ 2011ء میں اس وقت بڑھ گئی تھی جب چین نے کم از کم امدادی قیمت کا اعلان کیا، جس پر حکومت ملکی پیدا کنندگان سے کپاس خریدے گی۔ اتفاقاً، اس کے اعلان کے بعد کپاس کی قیمتیں گر گئیں۔ 2012ء میں چین نے اس کی امدادی قیمت میں اضافہ کر دیا جبکہ عالمی قیمتیں گری رہی تھیں جس نے ملکی کپاس کی قیمت کے پریمیم میں خاص اضافہ کر دیا۔

کپاس کی کم از کم امدادی قیمت کے بعض مضمرات ہیں (1) چین میں کپاس کی پیداوار 2010ء کے 30.5 ملین گانٹھوں (نی کاٹھ 480 پونڈ) سے بڑھ کر 2013ء میں 35 ملین گانٹھوں تک پہنچ گئی (2) اس کے ساتھ ساتھ بلند قیمتوں کی وجہ سے ملکی صرف 46 ملین گانٹھوں سے گزر کر 36 ملین گانٹھوں پر آ گیا (3) کپاس کے ذخائر میں خاص اضافہ ہوا (شکل 2.1.1) کیونکہ حکومت نے اس مدت میں پیدا ہونے والی کپاس کی پیداوار کے خاصے بڑے حصے کو خرید لیا تھا (4) چونکہ ملکی قیمتیں عالمی منشاے سے بلند تھیں، اس لیے یہ صورت حال نیگیشنل صنعت کو غیر مسابقتی بنانے کا باعث بنی اور فرمیں اپنی پیداوار میں کمی یا اپنے آپشنز روکنے پر مجبور ہو گئیں اور (5) اس صورت حال نے کپاس اور دھاگے کی درآمدی طلب کو بڑھا دیا، جس سے ان کی عالمی قیمتوں کو تقویت ملی ہے۔

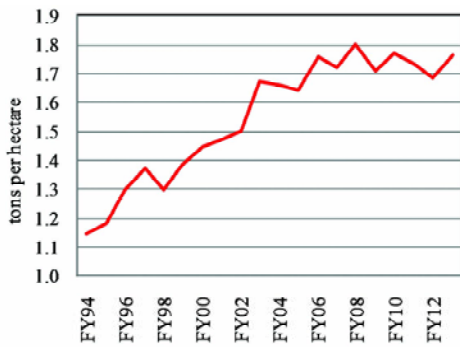
کپاس کی منڈی میں عدم توازن کی وسعت اور چین کو حالیہ برسوں میں نیگیشنل صنعت سے ہونے والے نقصانات کے باعث اس امدادی پالیسی کا تسلسل نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے۔ اس صورت حال سے نکلنے کے لیے ایسی پالیسی وضع کرنے کی ضرورت ہے جس میں عالمی سطح پر انتشار پیدا نہ ہو۔ ہمیں توقع ہے کہ کپاس کی عالمی قیمتیں دباؤ میں رہیں گی، اگر حکومت اس کی خریداری میں کمی کر دے (کیونکہ اس سے کپاس اور دھاگے کے متعلق چین سے عالمی درآمدی طلب کم ہو جائے گی) یا اس کے ذخائر میں کمی کا فیصلہ کرتی ہے۔ بد قسمتی سے حالیہ عالمی معاشی سست روی، چین میں کم نموار کپاس کی بلند قیمتوں نے عالمی طلب کی واپسی کے امکانات کو کم کر دیا ہے جو چینی کپاس کے ذخائر کو جذب کر سکے۔

جدول 2.5: چاول کی فصل				
رقبہ ہزار ہیکٹر: پیداوار ہزار ٹن میں				
2012-13ء		2011-12ء		
پیداوار	رقبہ	پیداوار	رقبہ	
3,478	1,711	3,277	1,714	پنجاب
1,844	511	2,260	636	سندھ
120	38	529	171	بلوچستان
5,536	2,309	6,160	2,571	پاکستان

ماخذ: وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق

چاول: اس فصل کو بھی م س 13ء میں نقصان پہنچا تھا۔ آپاشی کے پانی کی دستیابی میں کمی اور کاشت کے وقت موسم میں نمی کی قلت زیر کاشت رقبے میں کمی کا باعث بنی۔ اس کے نتیجے میں بھاری بارشوں اور بالائی علاقوں سے پانی کے بھاری مقدار میں اخراج سے جبکہ آباد، کشمور، شکار پور، جعفر آباد اور نصیر آباد کے اضلاع میں چاول کی فصل کو نقصان پہنچا تھا۔ اس لیے م س 13ء میں چاول کی 5.5 ملین ٹن پیداوار گزشتہ برس کے 10.1 فیصد کے مقابلے میں کم رہی (جدول 2.5) جبکہ یہ 6.9 ملین ٹن کے مقررہ ہدف سے بھی خاصا کم تھا۔

شکل 2.5: باسستی چاول کی یافت



Source: Agriculture Statistics of Pakistan and MNFS&R

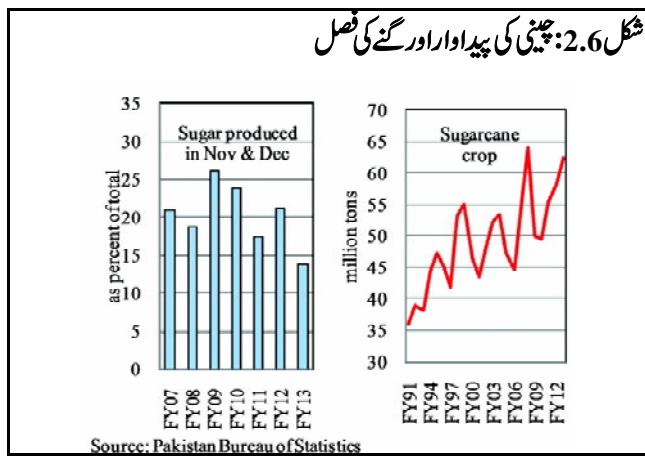
جیسا کہ م س 13ء کے لیے اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ باسستی چاول کی پیداوار میں کمی تشویش کا باعث ہے۔ اوسط یافتیں گزشتہ 8 برسوں سے منجمد ہیں (شکل 2.5)۔ مزید برآں، باسستی کے بعض کاشت کار پست اقسام کاشت کر رہے ہیں جن کی کٹائی کی مدت مختصر ہوتی ہے اور ان سے بہتر یافت کا حصول ممکن ہوتا ہے۔ اگرچہ باسستی چاول کی روایتی اقسام کے زرخ کم ہیں لیکن ان کے فصل کے مختصر چکر (اور کم لاگت) کے باعث پست آمدنی کی جزوی تلافی ہو جاتی ہے¹¹ جبکہ اری کی اقسام کے مقابلے میں بلند قیمت کے باعث باسستی سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔¹²

11 اس سے کاشت کاروں کو اگلی اہم فصل کی کاشت سے قبل دیگر فصلیں (چارو وغیرہ) کاشت کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

12 خصوصاً، باسستی چاول (سپر) کی قیمت میں م س 12ء اور م س 13ء کے دوران مجموعی طور پر 41.6 فیصد اضافہ ہوا جبکہ اسی مدت میں اری چاول کی قیمت 17.8 فیصد بڑھی۔

جدول 2.6: گنے کی فصل			
رقبہ ہزار ہیکٹر: پیداوار ہزار ٹن میں			
2012-13ء		2011-12ء	
رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار
760	43,014	761	42,893
254	14,909	190	10,788
107	4,770	106	4,684
1,121	62,724	1,058	58,397
ماخذ: وزارت قومی غذائی سیکورٹی و تحقیق			

غیر باسستی اقسام پیدا کرنے والے کاشت کار بھی عالمی قیمتوں میں کمی کے مقابلے میں کمزور ہیں۔ تھائی لینڈ میں چاول کی خصوصی اسکیم کے متعلق غیر یقینی کیفیت عالمی منڈیوں کو متاثر کر رہی ہے۔¹³ اسکیم کے نتیجے میں تھائی لینڈ میں چاول کے ذخائر بڑھ کر تقریباً 16 ملین ٹن تک جا پہنچے ہیں۔ یہ ذخیرہ چاول کی عالمی درآمدات کے 40 فیصد سے زائد ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ان ذخائر پر خاصے مالی نقصانات کے باعث تھائی حکومت اب اسکیم پر نظر ثانی کر رہی ہے۔ اس طرح چاول کی عالمی قیمتیں پہلے ہی دباؤ میں ہیں۔¹⁴



گنا: اس فصل کو وسیع زیر کاشت رقبہ سے فائدہ پہنچا تھا اور اس کی پانٹوں میں معمولی بہتری دیکھی گئی۔ اس سال بھی سیلاب کے خطرے کی وجہ سے کاشت کاروں نے کپاس اور چاول پر گنے کو ترجیح دی۔ سندھ میں خاصے پیداواری فوائد حاصل ہوئے جہاں زیر کاشت رقبہ 12ء سے زیادہ رہا اور پانٹوں میں بھی تیزی سے بہتری دیکھی گئی (جدول 2.6)۔ 59 ملین ٹن ہدف کے مقابلے میں مجموعی پیداوار 62.7 ملین ٹن تک پہنچ گئی جو کہ 8ء میں ریکارڈ کی جانے والی 63.9 ملین ٹن کے بعد سے دوسری بلند ترین سطح ہے (شکل 2.6)۔

8ء کے دوران اگرچہ کاشت کاروں کو صوبائی حکومتوں¹⁵ کی جانب سے اعلان کردہ بلند اشارتی قیمتوں سے فائدہ پہنچا تھا تاہم کچل کاری میں تاخیر، اہم تشویش تھی۔ کاشت کاروں اور چینی کے کارخانوں کے درمیان کچل کاری کے موسم کا آغاز ہمیشہ متنازع رہا ہے۔¹⁶ کاشت کاروں کی اعانت کے لیے 2009-10ء کی قومی شکر پالیسی میں صوبائی حکومتوں سے کہا گیا تھا کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ کچل کاری کا موسم سندھ میں یکم نومبر، پنجاب اور خیبر پختونخوا میں 15 ستمبر سے شروع ہو۔¹⁷ اس سے قطع نظر، کچل کاری میں تاخیر ہو گئی جس کی عکاسی کچل کاری کے موسم کے ابتدائی دو مہینوں (نومبر اور دسمبر) میں چینی کی پیداوار سے ہوتی ہے جس کا مالی سال 13ء میں چینی کی مجموعی پیداوار میں حصہ 15 فیصد سے کم رہا تھا (شکل 2.6)۔ عام طور پر ان دو مہینوں میں چینی کی پیداوار مجموعی چینی کی سالانہ پیداوار کے 20 فیصد سے زائد ہوتی ہے۔

جدول 2.7: گندم کی فصل			
رقبہ ہزار ہیکٹر: پیداوار ہزار ٹن میں			
2012-13ء		2011-12ء	
رقبہ	پیداوار	رقبہ	پیداوار
6,511	18,587	6,483	17,739
1,058	3,599	1,050	3,762
727	1,258	729	1,130
363	768	388	843
8,660	24,211	8,650	23,473
ماخذ: وزارت قومی غذائی سیکورٹی و تحقیق			

13 تھائی لینڈ میں یہ اسکیم کاشت کاروں کی اعانت کے لیے متعارف کرائی گئی تھی جس کے تحت حکومت نے کاشت کاروں سے اس قیمت پر چاول خریدنے سے جو منڈی کی قیمت سے 50 فیصد زائد تھی۔ اس اسکیم کے نتیجے میں پہلے عالمی قیمتیں بڑھ گئیں۔ لیکن 2011ء کے آخر میں منڈی کے تحریکات میں ڈرامائی تبدیلی ہوئی کیونکہ بھارت نے غیر باسستی چاول کی درآمدی منڈی میں قدم رکھ دیا تھا جبکہ ویت نام کے مسابقتی دباؤ کا بھی سامنا تھا۔

14 اکتوبر 2013ء میں بلند معیار (5 فیصد ڈاؤن) کے تھائی چاول کی اوسط برآمدی قیمت گر کر 439 ڈالر فی میٹرک ٹن ہو چکی ہے جو جنوری 2013ء میں 564.2 ڈالر تھی (ماخذ: ہیڈ رینا لینکس)۔

15 سندھ حکومت نے گنے کی اشارتی قیمت سابقہ موسم کے 154 روپے فی 40 کلوگرام سے بڑھا کر 13ء میں 172 روپے فی 40 کلوگرام کر دی تھی (جبکہ پنجاب حکومت نے اس کی قیمت میں اضافہ کر کے 170 روپے فی 40 کلوگرام کر دیا تھا)۔

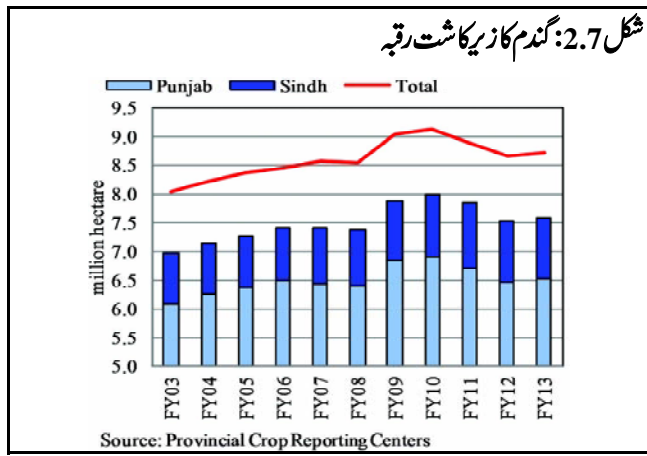
16 یہ بات قابل فہم ہے کہ شکر ملا گنے کی بلا تعطل رسد کو یقینی بنانا چاہیے گی تاکہ پوری فصل کی بروسیبگ کسی وقفے کے بغیر انجام دی جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ کچل کاری میں تاخیر سے گنے کے سکروڈا جزا میں بہتری آتی ہے لیکن فصل کا وزن کم ہو جاتا ہے۔ اس طرح، کاشت کاروں کو نقد رقوم ملنے کے متعلق غیر یقینی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے اور بعض اوقات آگلی فصلوں کی بوائی میں تاخیر ہو جاتی ہے۔

17 8ء میں سندھ حکومت کی جانب سے اشارتی قیمتوں کے اعلان میں تاخیر نے کچل کاری کے موسم کے آغاز میں غیر یقینی صورت حال کو شدید کر دیا تھا۔

جدول 2.8: گندم کی بوائی کے اہداف اور اصل				
رقبہ (ہزار ہیکٹر)	ہدف	اصل	فرق	
پنجاب	6,802	6,511	-291	
سندھ	1,031	1,058	+27	
پیداوار (ہزار ٹن)				
پنجاب	19,200	18,587	-613	
سندھ	3,682	3,599	-83	
ماخذ: صوبائی محکمہ زراعت				

گندم: م س 13ء کے دوران گندم کی پیداوار بڑھ کر 24.2 ملین ٹن تک پہنچ گئی جو گزشتہ برس 23.4 ملین ٹن تھی (جدول 2.7)۔ وسیع زیر کاشت رقبہ، بلند امدادی قیمت، پانی کی بہتر دستیابی اور سازگار موسمی حالات (معتدل درجہ حرارت اور خاصی بارشیں) سے پیداوار کی اس سطح کو حاصل کرنے میں مدد ملی تھی۔

اس مثبت صورت حال کے باوجود گندم کی فصل سال کے لیے مقررہ 25.5 ملین ٹن کا ہدف حاصل نہیں کر سکی جس کا سبب ہدف سے کم بوائی تھی۔ اگرچہ سندھ نے بوائی کے ہدف سے زائد بیج بونے 18 تاہم گندم کے سب سے بڑے پیدا کار صوبہ پنجاب میں 291 ہزار ہیکٹر کم رقبہ پر یہ فصل کاشت کی گئی (جدول 2.8)۔



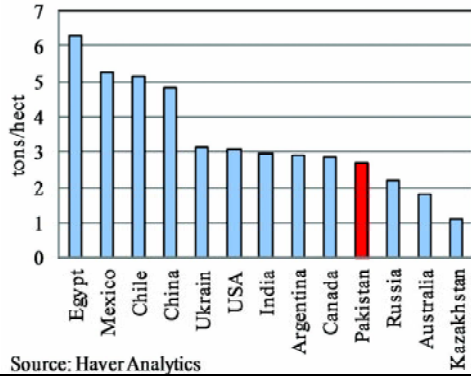
حالیہ برسوں میں گندم کے زیر کاشت رقبے میں کمی کا رجحان رہا ہے۔ م س 10ء میں 9.1 ملین ہیکٹر کی بلند ترین سطح کے بعد م س 13ء میں زیر کاشت رقبہ گر کر 8.7 ملین ہیکٹر رہ گیا ہے۔ یہ کمی پنجاب میں مرکوز ہے جبکہ سندھ کے زیر کاشت رقبے میں اضافہ ہوا ہے (شکل 2.7)۔ جنوبی پنجاب میں گندم کے متعدد کاشت کار جنہیں بھاری بارشوں اور سیلاب سے نقصان پہنچا تھا، انہوں نے گنے کی کاشت کو ترجیح دی۔ اسی طرح، وسطی پنجاب خصوصاً ساہیوال اور پاک پتن میں کاشت کاروں نے بلند منافع دینے والے آلو اور کئی کو ترجیح دی۔^{19,20} پنجاب کے بعض کاشت کاروں نے موسم کے آخر میں بہتر قیمتوں کی توقعات کے پیش نظر تیسری اور چوتھی دفعہ کپاس کی چٹائی کی۔²¹

گندم کی بوائی میں تاخیر کی وجہ سے م س 13ء کے دوران فصل کی یافت کم رہی۔²² اس کے علاوہ افزائش کے مرحلے پر قدرے معتدل موسم سرما نے گندم کے پودے کی نباتی نمو کو روک رکھا۔ بعد ازاں مارچ 2013ء میں بارشوں اور ژالہ باری سے تیار فصلوں کو جزوی نقصان پہنچا، خاص طور پر سندھ اور پنجاب کے وسطی علاقوں میں۔²³ اس کے نتیجے میں گندم ہاگس 2.2: پاکستان میں گندم کی پست اور منجمد یافت

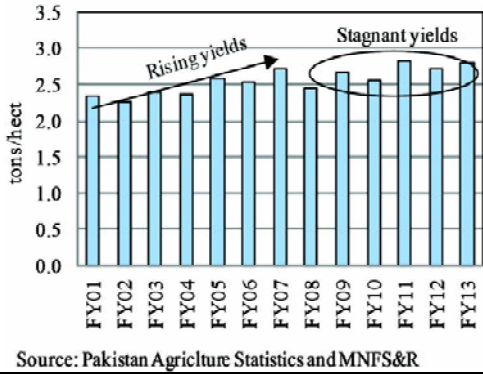
اگرچہ پاکستان کا شمار دنیا میں گندم کے 10 سرفہرست پیدا کنندگان میں ہوتا ہے لیکن اس کی اوسط پیداواریت 2.7 ٹن فی ہیکٹر رہی ہے جو عالمی اوسط سے کم اور کئی ممالک میں ریکارڈ کی جانے والی یافتوں سے بھی کم ہے (شکل 2.2.1)۔ زیادہ نشوونماک بات یہ ہے کہ گزشتہ چند برسوں سے یافتیں منجمد ہیں (شکل 2.2.2)۔ مجموعی زیر کاشت اراضی کی سخت حدود جیسے پست اور منجمد یافتوں نے غذائی تحفظ کے متعلق خدمات پیدا کر دیے ہیں، خاص طور پر جب یافت میں نمو آبادی کی رفتار میں اضافے سے بھی مست ہو۔^{24,25} مزید برآں، ماحولیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے وسط مدت میں پیداوار کی موجودہ سطح کو برقرار رکھنا بے حد مشکل ہوگا۔

- 18 یہ بات قابل ذکر ہے ستمبر 2012ء کی شدید بارش کے بعد کشمور اور چنک آباد میں گندم کے زیر کاشت رقبے میں کمی آئی تھی۔
- 19 آلو اور کئی کم مدت والی فصلیں ہیں جن سے کاشت کاروں کو اپنی لاگت کم کرنے میں مدد ملتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ سال میں دو فصلیں بھی کاشت کر سکتے ہیں۔
- 20 کئی اگانا پرکشش ہو گیا ہے کیونکہ کئی اور اس کی مصنوعات بنانے والی ایک بڑی فرم نے ساہیوال، پنجاب میں کئی جمع کرنے کا ایک مرکز قائم کیا ہے۔ اس سے کاشت کاروں کو اپنی پیداوار نقد بیچنے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے علاوہ کئی کو مرغابی کی صنعت کے لیے فیڈ تیار کرنے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔
- 21 مئی میں بوائی ہوئی کپاس کی چٹائی ستمبر میں شروع ہوتی ہے اور اکتوبر میں اپنی بلند ترین سطح پر پہنچ جاتی ہے۔ بعض اوقات کاشت کار مزید چٹائی کے لیے فصل کی کاشت میں توسیع میں بھی کر دیتے ہیں۔
- 22 پاکستان زرعی تحقیق کونسل کے مطابق گندم کی بوائی کے لیے موافق وقت 15 اکتوبر سے 15 نومبر ہوتا ہے۔ تاخیر سے بوائی کا نتیجہ یافت میں نقصان کی صورت میں نکلتا ہے، اور بوائی کے وقت میں مزید تاخیر سے نقصان میں اضافہ ہوتا ہے۔
- 23 گنے کے عمل کے دوران بارشیں نقصان دہ ہوتی ہے کیونکہ یہ براہ راست فصل کو نقصان پہنچاتا ہے اور کم درجہ حرارت کی وجہ سے اناج یکے میں تانیر ہو جاتی ہے۔
- 24 گزشتہ پانچ برسوں کے دوران ملک میں گندم کی پیداوار میں 0.3 فیصد سالانہ کی رفتار سے اضافہ ہو رہا ہے جبکہ آبادی کی سالانہ شرح نمو 2 فیصد رہی ہے۔
- 25 پاکستان میں آبادی کے روزمرہ کیلوری استعمال میں گندم کا حصہ 50 فیصد سے زائد ہے۔

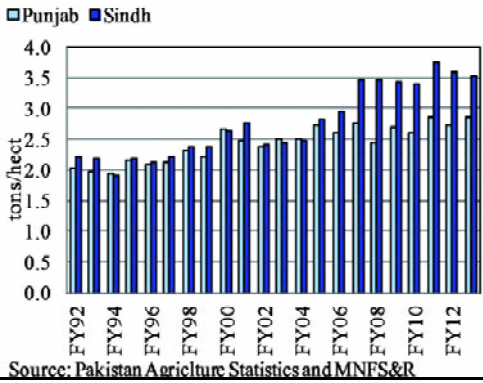
شکل 2.2.1: گندم کی یافت (اوسط 2008ء تا 2013ء)



شکل 2.2.2: گندم کی یافت کے رجحانات



شکل 2.2.3: اہم صوبوں میں گندم کی یافت



پنجاب جس کا ملک میں گندم کی مجموعی پیداوار میں حصہ 75 فیصد سے زائد ہے، اس کی یافت سندھ سے بھی کم ہے۔ (شکل 2.2.3) گندم کی امدادی قیمتوں میں اضافے کے باوجود گذشتہ چند برسوں سے دونوں صوبوں کی نمو منجمد ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجموعی پیداوار میں اضافہ اس کی زیر کاشت اراضی میں اضافے کے باعث ہوا جسے دیگر فصلوں کی جگہ کاشت کیا گیا تھا اور پیداواریت میں اضافہ نہیں ہو سکا۔

یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ کئی کاشت کار جدید طریقے اختیار کرتے ہوئے آبپاشی کی سہولت والے علاقوں میں فی ہیکٹر 4 سے 5 ٹن گندم پیدا کر رہے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے جدید طریقوں کو بڑے پیمانے پر اختیار کر کے پیداوار میں خاصا اضافہ ممکن ہے۔ بد قسمتی سے بیشتر کاشت کاروں کے پاس محدود زمین ہے اور وہ نئی ٹیکنالوجی اور مہنگے خام مال میں سرمایہ کاری کرنے سے قاصر ہیں۔²⁶

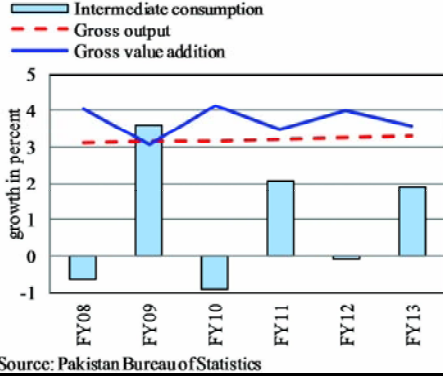
آبادی میں مسلسل اضافے کی وجہ سے غذائی تحفظ کے متعلق خدشات بھی بڑھ رہے ہیں۔ اس طرح آبادی میں سالانہ 2 فیصد نمو اور فی کس 8 کلوگرام اضافہ استعمال سے تین برسوں میں گندم کی ایک ملین ٹن طلب پیدا ہوتی ہے۔²⁷

کی فصل کے لیے مقررہ 25.5 ملین ٹن کا ہدف حاصل نہیں کیا جا سکا۔ حالیہ برسوں میں زیر کاشت رقبے میں کمی کے ساتھ ساتھ یافت کے منجمد ہونے کی وجہ سے ملکی آبادی میں اضافے کے نتیجے میں بڑھتی ہوئی ملکی طلب کو پورا کرنا دشوار ہوگا (باکس 2.2)۔

گلہ بانی

گلہ بانی (جس میں جانوروں کی آبادی اور ان کی مصنوعات دونوں شامل ہیں) کا زراعت کی قدر اضافی میں حصہ 54.2 فیصد اور جی ڈی پی میں 11.9 فیصد ہے۔ اس کی اہمیت کے باوجود اس شعبے پر دستیاب معلومات کسی بھی قسم کا قطعی تجزیہ کرنے کے لیے ناکافی ہیں۔ بیشتر اعداد و شمار کو براہ راست اخذ کیا جاتا ہے۔ مثلاً، ایک تہائی سے زائد قدر اضافی گلہ بانی کی آبادی سے حاصل ہوتی ہے جس میں ایک مستقل شرح سے اضافہ فرض کیا جاتا ہے۔²⁸ اسی طرح، گلہ بانی مصنوعات کا تخمینہ (جیسے دودھ، مرغ بانی) اخذ کردہ گلہ بانی کی آبادی کے معین پیمانوں کا اطلاق کر

شکل 2.8: گلہ بانی کا ذیلی شعبہ



26 زراعت کی حالیہ شماری کے مطابق 85 فیصد سے زائد کاشت کاروں (جن کا کھیتوں میں حصہ 40 فیصد سے زائد ہے) کے پاس 5 ہیکٹر سے کم زمین کی ملکیت ہے۔

27 اس میں فرض کیا گیا ہے کہ گندم کافی کس اوسط ماہانہ صرف 7.98 کلوگرام ہے (ماخذ: پاکستان کی زرعی شماریات)۔

28 گلہ بانی کے ڈیٹا میں تیل، موشی، بھیت، اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھے شامل ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ 1996ء اور 2006ء کے گلہ بانی شماری کی شرح نمو کے فرق کو حالیہ مدت میں آبادی کے رجحانات معلوم کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

کے اخذ کیا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں اس ذیلی شعبے کی خام پیداوار ایک مستقل رجحان پر چلتی ہے (شکل 2.8)، جس میں ضروری نہیں ہے کہ اس شعبے کی حقیقی تصویر پیش کی جا رہی ہو۔

گلہ بانی میں خالص قدر اضافی سے بعض تبدیلیاں ظاہر ہوتی ہیں جن کا انحصار بنیادی طور پر ثانوی صرف (خاص طور پر چارے کی پیداوار) پر ہوتا ہے اور فصل کے شعبے کی نمو کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔

2.2.2 بڑے پیمانے کی اشیا سازی

م 13 ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں بحالی دیکھی گئی اور یہ م 12 ء کے 1.1 فیصد سے بڑھ کر 4.4 فیصد تک پہنچ گئی جو گذشتہ پانچ برسوں میں اس کی بلند ترین شرح ہے (جدول 2.9)۔²⁹ توانائی کی قلت میں شدت اور ملک میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ایک حوصلہ افزا پیش رفت ہے۔ اس اضافے کا

جدول 2.9 منتخب صنعتوں میں نمو (فیصد)										
بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں حصہ					سال بسال نمو	بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں حصہ		سال بسال نمو		
وزن	م 12 ء	م 13 ء	م 12 ء	م 13 ء		م 12 ء	م 13 ء	م 12 ء	م 13 ء	
پائیدار صارفی اشیاء	4.9	5.8	-8.8	0.40	-0.63	زراعت پر مبنی				
کاریں اور جیپ	2.8	14.7	-21.3	0.44	-0.72	کھاد				
صارفی الیکٹرانکس	2.0	-6.9	-4.4	-0.13	-0.07	ٹریکٹرز				
قیمت پر مبنی						غذا				
سینٹ	5.3	2.9	5.2	0.31	0.56	چینی				
فولاد کی کوئل اور شیش	2.3	-22.9	28.1	-0.38	0.36	خوردنی تیل				
پیشکش	0.3	-21.6	5.6	-0.08	0.02	پٹرولیم مصنوعات				
برآمدات پر مبنی						پٹرولیم مصنوعات				
سوتی دھاگہ	13.0	0.5	2.1	0.10	0.41	کانڈو گتا				
سوتی کپڑا	7.2	0.3	0.6	0.03	0.06					
ادویات	3.6	7.0	10.0	0.53	0.80					
چمڑا	0.9	-1.0	1.5	-0.02	0.03					

تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیے: www.pbs.gov.pk

ایک سبب ٹائروں، کاغذ، لوہا اور فولاد کی پیداوار کی گنجائش میں توسیع ہے۔³⁰ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ اضافہ خاصا وسیع البتہ ہے مثلاً جن صنعتوں کی تعداد میں سال بسال نمو ہوئی ان کا مجموعی اشیا سازی میں وزن 52.1 فیصد (م 12 ء میں یہ تناسب صرف 21.7 فیصد تھا) ہے۔ گاڑیوں اور کھاد کے علاوہ تمام اہم صنعتوں³¹ کی پیداوار م 13 ء میں بلند رہی۔ ان دو کے علاوہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کا اشاریہ م 13 ء میں 6.1 فیصد کی بلند نمو کو ظاہر کرتا ہے، جو م 12 ء میں صرف 1.0 فیصد تھی۔ وسیع معنوں میں اس بہتر کارکردگی میں بعض عوامل نے کردار ادا کیا جن میں گنے کی بمپر فصل (جس کے نتیجے میں چینی کی پیداوار بڑھ گئی)، خام مال کی عالمی قیمتوں میں کمی (پام آئل، کونلہ) اور تعمیراتی اشیا (جیسے سینٹ، لوہا اور فولاد) کے لیے پائیدار ملکی طلب شامل ہیں۔

بمپر فصل سے چینی کی ریکارڈ پیداوار کے حصول میں مدد ملی

م 13 ء میں چینی کی پیداوار 5 ملین ٹن کی ریکارڈ سطح پر پہنچ گئی جو م 12 ء میں 4.6 ملین ٹن تھی۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ سابقہ موسم کے بھاری ذخائر اور گنے کی قیمتوں میں اضافہ

29 م 13 ء میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 4.4 فیصد کی نمو جدول 2.2 سے مماثلت نہیں رکھتی کیونکہ مؤخر الذکر جولائی تا مارچ کے ڈیٹا پر مشتمل ہے۔

30 م 13 ء میں 4.9 کا مجموعی وزن رکھنے والی ان صنعتوں کا بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں حصہ 1.1 فیصد ہے۔

31 اس میں ٹیکسٹائل، سینٹ، گھریلو پائیدار اشیا (جیسے ڈیپ فریزر، ریفریجریٹر، ایئر کنڈیشنر) پٹرولیم مصنوعات، چینی، خوردنی تیل و گھی، ادویات اور لوہا اور فولاد شامل ہیں۔

جدول 2.10: چینی کے شعبے کی مالی کارکردگی		
تجربہ-مارچ		
2012-13ء	2011-12ء	
5.07	4.63	چینی کی پیداوار (ملین ٹن)
-14.8	-61.8	خام منافع / نقصان (فیصد)
10	9	خسارے میں چلنے والے پونٹ
6	12	منافع دکھانے والے پونٹ
8	3	بلند منافع کمانے والے پونٹ
		اعانتی عوامل
مال برداری پر ذرائع	مال برداری پر ذرائع	روپیہ 1.75 کلوگرام
گیس بھرت	گیس بھرت	1 سیلنگٹن
-1.2	5	مالی لاگت (فیصد نمو)
-16.4	-45.7	آپریٹنگ لاگت (فیصد نمو)
		منفی عوامل (فیصد)
11.7	23.2	گسٹے کی قیمت
159.1	-2.1	تعمیراتی لاگت
5	21.4	انتظامی لاگت
-12.57	-14.79	چینی کی ملکی قیمت
-21.64	-2.9	چینی کی عالمی قیمت
1- برآمدات کے مساوی اشناک پر 8 فیصد تا 0.5 فیصد		
یہ ڈیٹا کراچی اشناک ایکس چینج کی فہرست میں شامل 24 شنگلوں کا ہے۔		
ماخذ: متعلقہ شنگلوں کی ویب سائٹس		

(154 روپے فی 40 کلوگرام سے 172 روپے فی 40 کلوگرام) اور ملکی و عالمی منڈیوں میں تیار چینی کی قیمت میں کمی کے باعث لاگت بڑھنے کے باوجود پیداوار بڑھ گئی تھی۔ اس سے قطع نظر گسٹے کی اچھی فصل اور حکومت کی امدادی قیمت سے اس صنعت کو کچھ ریلیف ملا (جدول 2.10)۔³²

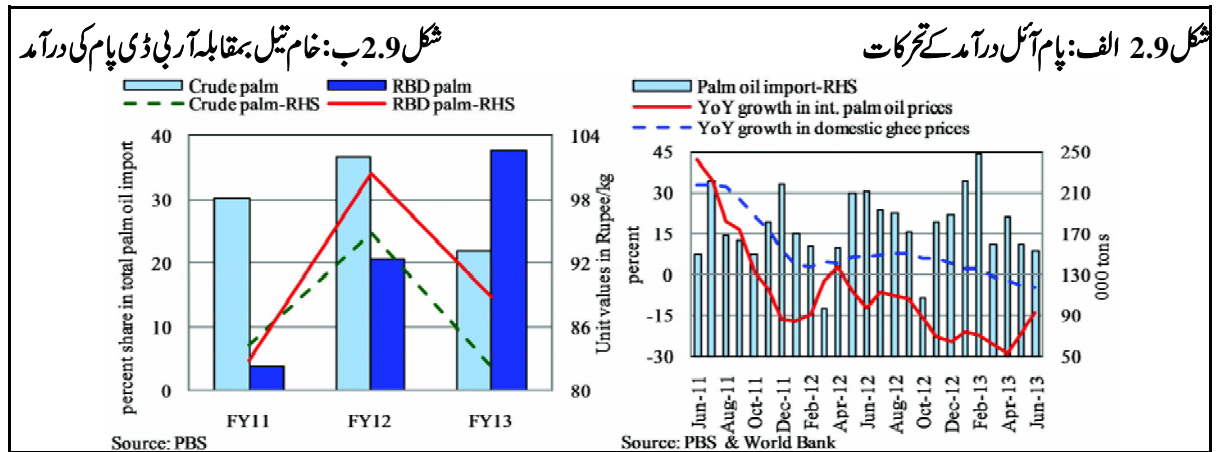
پام آئل کی عالمی قیمتوں میں کمی سے خوردنی تیل کے شعبے کو تقویت حاصل ہوئی

م س 13ء میں خوردنی تیل اور گھی کے شعبے میں غیر معمولی نمو ہوئی جس کا سبب پام آئل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے کمی ہے (شکل 2.9)۔³³ برآں مزید، منقولی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ خام پام آئل کی ریفائننگ کے بجائے ایشیا سازوں نے درآمد شدہ ریفائنڈ، بے رنگ اور بے خوشبو پام (آر بی ڈی) کی پیکنگ کو ترجیح دی۔³⁴ آر بی ڈی پام کی درآمد کی کشش خاصی تھی کیونکہ پام آئل پیدا کرنے والے دو اہم ملکوں (انڈونیشیا اور ملائیشیا) نے اپنے درآمد کنندگان کو ٹیکسوں میں رعایت دی تھی۔³⁵ خام پام آئل کی درآمد کو آر بی ڈی سے بدلنے کا اثر شکل 2.9 ب میں دکھایا گیا ہے۔³⁶

تعمیرات کی بحالی سے سیمنٹ اور دیگر منسلک

صنعتوں میں بحالی ہوئی

تعمیراتی خام مال کی قیمتوں میں استحکام اور سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات کی بلند سطح سیمنٹ اور دیگر منسلک صنعتوں کی نمو کا اہم سبب ہیں۔



32 حکومت نے چینی کی صنعت کی اعانت کے لیے متعدد اقدامات کیے۔ مثلاً، حکومت نے ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان کو ہدایت کی کہ وہ کارخانوں سے 100 ہزار ٹن چینی خریدے، چینی کے ذخائر (ان کی برآمدی فروخت کے مساوی) کی مقامی فروخت پر پیکٹنگ 8 روپے فی کلوگرام سے کم کر کے 0.5 فیصد کر دیا۔ اور شکر کے کارخانوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے فاضل ذخائر عالمی منڈی میں فروخت کریں۔

33 م س 13ء میں پام آئل کی قیمت میں 18.5 فیصد اوسط کی ہوئی جبکہ م س 12ء میں یہ 1.9 فیصد گری تھی۔

34 حتیٰ کہ بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کی نمو میں درآمدی تیل کی سادہ پیکیجنگ اور فروخت کو بھی دکھایا گیا ہے۔

35 خصوصاً، انڈونیشیا کی حکومت نے آر بی ڈی پام کی قیمتوں (خام پام تیل کی قیمتوں کے بجائے) میں کمی کردی جس کا مقصد خوردنی تیل کے ریفائننگ کے شعبے کو تقویت دینا تھا۔

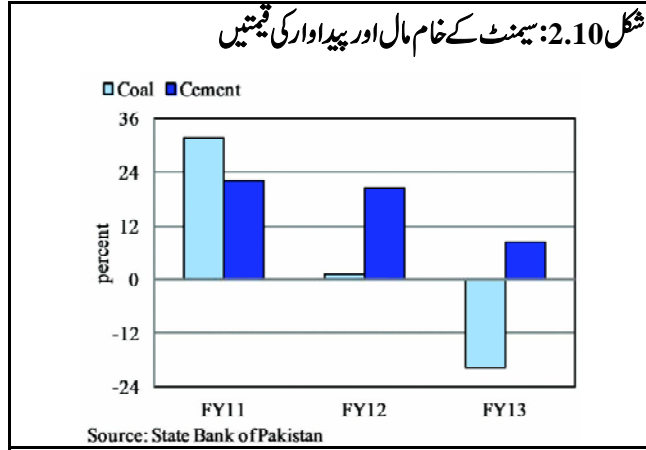
36 م س 13ء کے دوران بیشتر آر بی ڈی پام انڈونیشیا سے درآمد کیا گیا۔

میں 13ء کے دوران سینٹ کے شعبے کی کارکردگی اچھی رہی۔ بیشتر پیداوار ملکی ضروریات کے لیے استعمال ہوئی کیونکہ مقامی استعمال میں 4.7 فیصد اضافہ دیکھا گیا۔ دوسری جانب، افغانستان سے پست طلب کے باعث برآمدات میں کمی دیکھی گئی۔^{37,38} بلند پیداوار کے علاوہ پست مالی لاگت اور کوئلے کی گرتی ہوئی قیمتوں نے بھی لاگت کے دباؤ کو کم کر دیا تھا اور سینٹ کے پورے شعبے کے مارجن بڑھ گئے تھے (شکل 2.10)۔³⁹ حتیٰ کہ ان کے بھی جنہیں مہ 12ء میں نقصان ہوا تھا (شکل 2.11)۔

سینٹ کے علاوہ لوہا اور فولاد کو بھی مہ 13ء میں تعمیرات کی بحالی سے فائدہ پہنچا تھا۔ مزید برآں، تین نئے کارخانوں کی جانب سے کام شروع کرنے سے لوہا اور فولاد کی مختلف مصنوعات کی مقامی پیداوار بڑھ گئی۔⁴⁰

گیس کے شعبے نے کھاد کی پیداوار کو متاثر کیا

کھاد کا شعبہ ان دو شعبوں میں سے ایک تھا جس کا مہ 13ء میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی مجموعی نمون میں منفی حصہ رہا۔ گیس کی قلت اور کم استعمال کے باعث ملک کے بیشتر یوریا پلانٹس میں پیداوار دباؤ کا شکار رہی۔ علاوہ ازیں ملکی و عالمی منڈیوں دونوں میں کھاد کی قیمتوں کے گرنے سے مارجن مزید سکڑ گئے۔ اس طرح، ملکی پیداوار چھ برسوں کی پست ترین سطح پر آ گئی تھی۔ اس کے مقابلے میں ڈی اے پی کی پیداوار ریکارڈ سطح پر پہنچ گئی۔ اگرچہ سال بھر ڈی اے پی کی قیمتیں دباؤ کا شکار رہیں لیکن اہم خام مال (پہاڑی سلفیٹ) کی عالمی قیمت کے گرنے اور فروخت بڑھنے سے مہ 13ء کے دوران پیداوار کو بڑھانے میں مدد ملی (شکل 2.12)۔⁴¹



کاروں کے شعبے کی کمزور کارکردگی

مہ 13ء میں کاروں کے شعبے کو درپیش مشکلات مزید بڑھ گئیں۔ مہ 12ء میں پیداوار میں کمی چند اجزاء تک مرکوز تھی (ٹریکٹر وٹرک) لیکن مہ 13ء میں ہونے والی کمی وسیع الہیاد تھی (شکل 2.13)۔

کاروں کے جز میں مہ 13ء کے دوران مقامی اسمبلنگ میں 19.1 فیصد کمی ہوئی جبکہ گزشتہ برس 10.9 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ ایک فرم کے علاوہ (جس نے 2013ء میں دو نئے ماڈلز متعارف کرائے تھے) کاروں کے بیشتر اشیا ساز مہ 12ء کی پیداواری سطح تک نہیں پہنچ سکے۔⁴² مہ 13ء میں مقامی ساختہ کاروں کی طلب میں کمی کے کچھ عوامل یہ ہیں (i) درآمد شدہ ری کنڈیشنڈ کاروں سے سخت مسابقت، دسمبر 2010ء میں اس پر پابندیوں میں نرمی کے باعث⁴³ (ii) کاروں کے دو مقبول ماڈلز (سوزوکی آلٹو اور ڈائی ہیسو کورے) کی پیداوار کا خاتمہ، یورو دوم معیارات پر عملدرآمد کے باعث⁴⁴ اور (3) یلو کیب اسکیم کا خاتمہ جس کی وجہ سے مہ 12ء کے دوران 20 ہزار کاروں کی فروخت ہوئی تھی (جدول 2.11)۔

37 پاکستان سینٹ میٹیلرچر ایسوسی ایشن (اے پی ای ایم اے) کے مطابق مہ 13ء میں بھیجی گئی برآمدات میں 2.3 فیصد سال کی واقع ہوئی۔

38 فہرستی کمپنیوں کی مالی رپورٹس سے پتہ چلتا ہے کہ افغانستان کو برآمدات میں بیشتر ست روی پاکستان سے اس کی درآمد پڑی ہوئی کے نفاذ اور منڈی میں سستے ایرانی سینٹ کی دستیابی کے باعث ہوئی جس کی وجہ سے اس منڈی میں پاکستانی کمپنیوں کا حصہ کم ہو گیا (تفصیلات کے لیے دیکھئے باب 7 تجارت کا بکشن)۔

39 گزشتہ دو برسوں سے کوئلے کی عالمی قیمتوں میں مسلسل کمی کا رجحان رہا ہے جس کی وجوہات میں شیل گیس جیسے متبادل ایندھن کے بڑے ذخائر کی دریافت ہے۔

40 تفصیلات کے لیے دیکھیں معیشت کی کیفیت پر مہ 13ء کی دوسری تیسری سہ ماہی کے متعلق اسٹیٹ بینک کی رپورٹیں۔

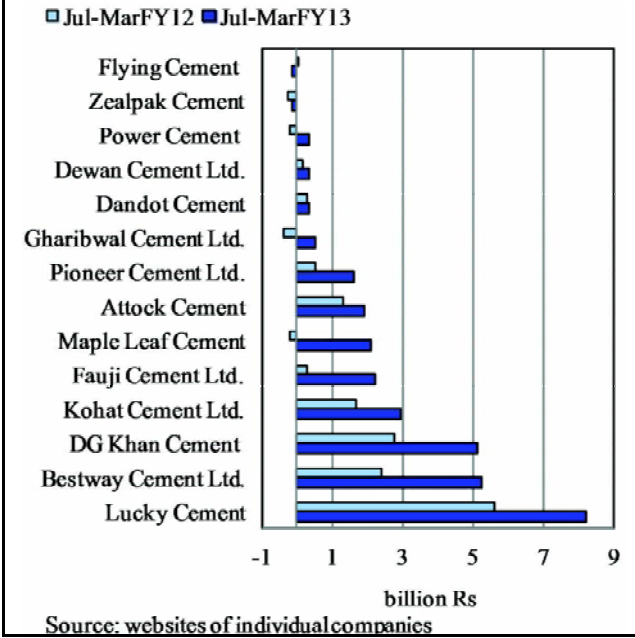
41 مہ 13ء میں ڈی اے پی کی پیداوار 727 ہزار ٹن تک پہنچ گئی جو مہ 12ء میں 619 ہزار ٹن تھی۔

42 مقامی ساختہ کاروں کی کم طلب کی وجہ سے مہ 13ء کے دوران سب سے بڑے میٹو فیکچرنگ پلانٹس میں سے ایک تقریباً دو مہینے بند رہا تھا۔

43 دسمبر 2010ء میں حکومت نے استعمال شدہ کاروں کی درآمدات میں عمر کی پابندیاں نرم کر دی تھیں اور 5 سال تک پرانی کاریں درآمد کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ دسمبر 2012ء میں حکومت نے ایک بار پھر اوسط عمر کم کر کے 5 سے 3 سال کر دی جس کے نتیجے میں مہ 13ء کی دوسری ششماہی میں مکمل ساختہ یونٹس کی درآمدات میں خاصی کمی ہو گئی۔

44 ان دونوں براؤنڈز کی مطابقت کرنے سے مہ 13ء کے دوران کاروں کی مجموعی پیداوار 5.7 فیصد کمی کوٹا ہر کرتی ہے۔

شکل 2.11: فہرستی فرموں کا قبل از ٹیکس منافع

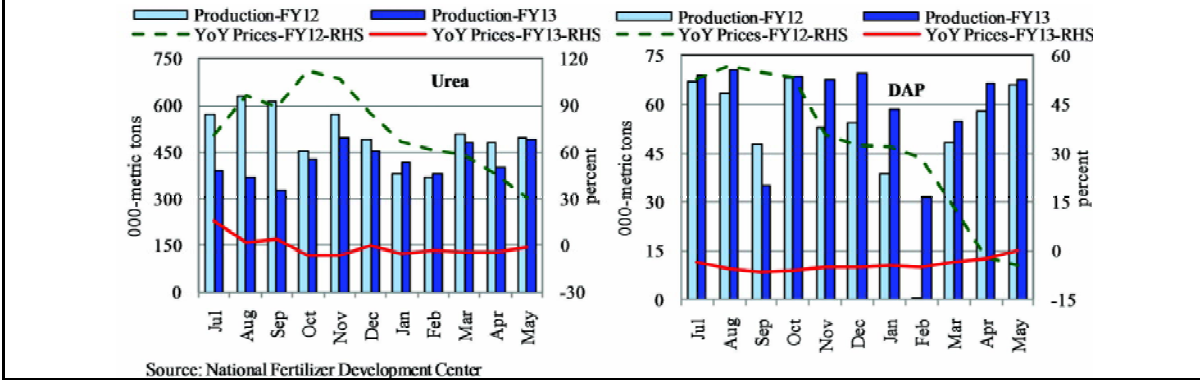


کمرشل گاڑیوں میں ٹریکٹر کی صنعت میں 5.7 فیصد نمو ہوئی جبکہ گزشتہ برس 32 فیصد کمی ہوئی تھی۔⁴⁵ چھوٹے کاشت کاروں کے لیے زراعت پر مبنی ٹریکٹر اسکیم جسے سندھ اور پنجاب کی صوبائی حکومتوں نے شروع کیا تھا، اس کے ذریعے م س 13ء میں نئی طلب پیدا کرنے میں مدد ملی تھی۔⁴⁶ تاہم ٹریکٹر کی صنعت مستقبل کی نمو کے لیے اس زراعت کو ایک خطرہ سمجھتی ہے کیونکہ یہ اسکیم مارکیٹ کے نرخوں پر دباؤ ڈال رہی ہے۔⁴⁷

2.2.3 خدمات

گزشتہ تین برسوں کے دوران خدمات کے شعبے میں ہونے والی نمو کا تسلسل م س 13ء میں جاری نہیں رہ سکا (شکل 2.14)۔ ٹیلی کام اور عمومی حکومتی خدمات کی پست نمو م س 13ء کے دوران خدمات کے شعبے کی نمو کو م س 13ء میں 3.7 فیصد پر لے آئی جو ایک سال قبل 5.3 فیصد تھا (جدول 2.12)۔^{48,49} اس دھچکے کے باوجود خدمات کا جی ڈی پی کی مجموعی نمو میں حصہ تقریباً 60 فیصد بنتا ہے۔ جو معیشت میں اس شعبے کی اہمیت کا عکاس ہے۔

شکل 2.12: کھاد کے شعبے کی کارکردگی



مجموعی طور پر پاکستان دفتر شماریات (پی بی ایس) کی جانب سے قومی آمدنی کے کھاتوں کی حالیہ نئی بنیاد کے بعد جی ڈی پی میں خدمات کا حصہ م س 13ء میں بڑھ کر 57.7 فیصد تک پہنچ چکا ہے (جو 1999-2000ء کی سابقہ بنیاد میں 54.4 فیصد سے کم تھا) (باکس 2.3)۔ اس کے بڑھتے ہوئے حصے کے باوجود اس شعبے پر تفصیلی اور قابل بھروسہ معلومات کی بروقت دستیابی اس کے باوجود تجزیے میں ایک اہم رکاوٹ ہے۔ حال ہی میں پی بی ایس نے سالانہ بنیادوں پر معلومات جاری کرنا شروع کی ہے۔⁵⁰ ہم توقع کرتے ہیں کہ جی ڈی پی کے سہ ماہی ڈیٹا کے مجوزہ اجراء سے مستقبل میں زیادہ بروقت اور درست تجزیہ کرنے میں مدد ملے گی۔

45 م س 12ء میں بلندی ٹیکس کے نفاذ کے نتیجے میں ٹریکٹر کی پیداوار میں خاصی کمی واقع ہو گئی۔

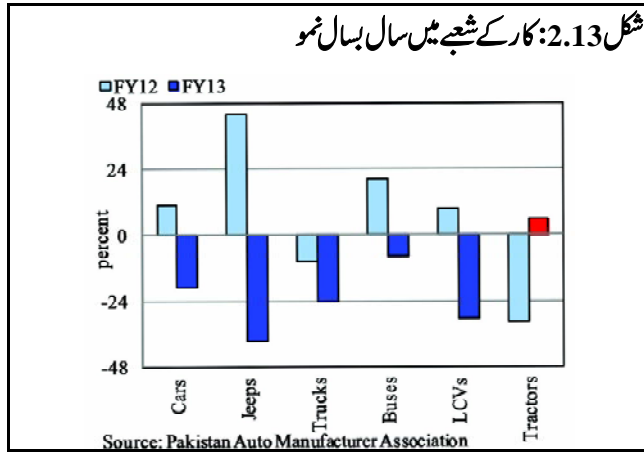
46 صوبائی حکومتوں نے قرضہ اندازی کے ذریعے تقسیم کردہ ہر ٹریکٹر پر 0.2 ملین روپے کا زراعت دیا تھا۔

47 اطلاعات کے مطابق پابندی کے باوجود اسکیم سے فائدہ اٹھانے والے بعض افراد اپنے ٹریکٹر زمینڈی میں فروخت کر رہے ہیں۔

48 عمومی حکومت میں وفاقی صوبائی و ضلعی حکومتیں، لوکل باڈیز، کنٹونمنٹ بورڈز اور سوشل سیکورٹی فنڈز شامل ہیں۔

49 م س 13ء کے دوران ان دونوں ذیلی شعبوں نے خدمات کے قدر اضافی میں مجموعی طور پر 35.4 فیصد اضافہ کیا تھا۔

50 اس کے مقابلے میں فصلوں کی رپورٹنگ کے صوبائی مراکز ہر فصل کی پیداوار کا ڈیٹا مرتب کرتے ہیں۔ اسی طرح پاکستان دفتر شماریات ماہانہ بنیادوں پر صنعتوں کے اعداد و شمار جاری کرتا ہے۔



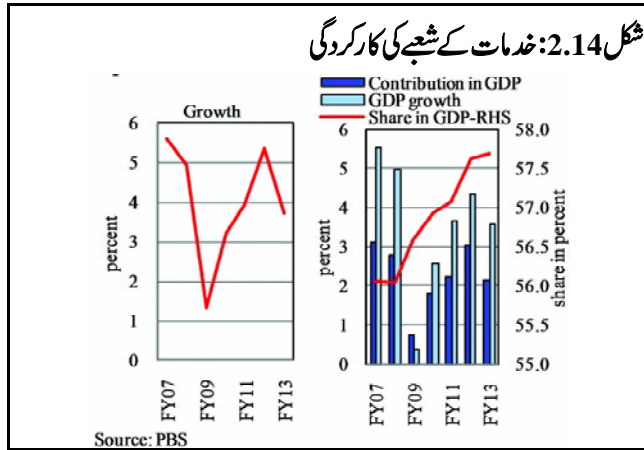
خریدہ اور تھوک تجارت: یہ خدمات کا سب سے بڑا زمرہ ہے جو کمرشل تجارتی سرگرمیوں پر مارجن کی قدر کا تعین کرتا ہے۔ چونکہ خرید و فروخت کا کاروبار پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے اور یہ زیادہ تر چھوٹی دکانوں اور آؤٹ لیٹس (جن کی دستاویزیت کی صورت حال خراب ہے) پر مشتمل ہے، اس لیے بی بی ایس کا طرز عمل کلیت سے جزویت کی جانب ہے۔ انفرادی تھوک اور خرید و فروشوں کی معلومات جمع کرنے کے بجائے بی بی ایس منڈی میں اشیا کی رسد کو اخذ کرتا ہے (جیسے فصلیں و گلہ بانی کی مصنوعات، اشیا سازی کے شعبے کی پیداوار اور درآمدات) اور پھر ان پر تجارت کے معین اوسط مارجن کا اطلاق کرتا ہے جنہیں مختلف اجناس کے سروے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس طرح، تھوک اور خرید و تجارت میں قدر اضافی منڈی میں اشیا کی رسد کے لحاظ سے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔

جدول 2.11: کاروں کی فروخت

میں 13ء	میں 12ء	
150,041	189,689	مجموعی فروخت
105,889	134,785	مقامی تیار کردہ
44,152	54,904	درآمدی استعمال شدہ گاڑیاں
149,970	169,544	علاوہ آٹو اور کورسے
149,970	149,544	علاوہ آٹو، کورسے اور بلیو کیپ

ماخذ: پاکستان آٹو مینوفیکچررز ایسوسی ایشن اور آل پاکستان موٹر ویہیکلز ایسوسی ایشن

میں 13ء کے لیے تھوک و خرید و تجارت گزشتہ برس کے مقابلے میں بلند سطح پر تھی (جدول 2.13)۔ جیسا کہ پہلے بحث کی جا چکی ہے کہ یہ تیار اشیا کی تجارتی سرگرمیوں میں اضافے کو ظاہر کرتا ہے (جو بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں بحالی کا عکاس ہے) جبکہ زرعی مصنوعات کی تجارت کمزور رہی (کپاس اور چاول کی فصلوں میں نقصانات کے بعد)۔



ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات: اس زمرے میں روڈ ٹرانسپورٹ کا حصہ سب سے بڑا ہے جس کے بعد مواصلات کی باری آتی ہے۔ روڈ ٹرانسپورٹ کی نمو میں سال کے دوران تبدیلی نہیں آئی (جدول 2.14)۔ مواصلات میں 8.1 فیصد کی مضبوط نمو ہوئی جو گزشتہ برس کی غیر معمولی نمو سے کم تھی۔ فی الوقت، ٹیلی کام کے شعبے کی نمو میں کئی مسائل رکاوٹ بن رہے ہیں جن میں سیلولر سروس کی جبری بندش، بلند ٹیکسوں کے اثرات اور قیمتوں میں شدید مسابقت شامل ہیں جن کی وجہ سے فی صارف اوسط آمدنی کم ہو گئی ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے باکس 2.4 ملاحظہ فرمائیے۔

پاکستان ریلویز کی کارکردگی میں مسلسل رگاڑ کے نتیجے میں اس کی قدر میں مسلسل چھٹے برس کی واقع ہوئی۔ پاکستان ریلوے کو اس وقت شدید بحران کا سامنا ہے کیونکہ مسافروں کی آمد و رفت یومیہ 230 ٹرینوں کی بلند ترین سطح سے گھٹ کر 92 ٹرینوں تک محدود ہو گئی ہے جبکہ مال گاڑیوں کی تعداد 96 سے گر کر یومیہ ایک پر آ گئی ہے۔⁵¹ مالی مشکلات کے باعث پاکستان ریلوے وفاقی حکومت کی براہ راست مدد کے بغیر ملازمین کو تنخواہوں اور پنشن کی ادائیگی سے قاصر ہے۔

فضائی ٹرانسپورٹ کے آپریشنز میں ملکی و بیرونی ائیر لائنز کے ساتھ ساتھ سول ایوی ایشن اتھارٹی (سی اے اے) شامل ہیں۔ میں 13ء میں اس شعبے میں مضبوط بحالی ہوئی جبکہ گزشتہ

51 ماخذ: بجٹ 171، پاکستان اقتصادی سروے 2012-13ء۔

جدول 2.3.1: 2005-06ء میں خدمات کا قدر اضافی			
(2005-06ء کی حالیہ قیمت پر)			
Δ	نئی بنیاد (2005-06ء)	پرانی بنیاد (1999-2000ء)	
			قدر اضافی (ارب روپے)
			خدمات
547	4,324	3,778	
51	959	908	ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات
320	505	185	مکاناتی خدمات (ملکیت و جائے سکونت)
261	1,523	1,262	تھوک و خوردہ تجارت
-81	283	364	مالیات و بیمہ
21	425	405	عمومی حکومتی خدمات (نظم عامہ و دفاع)
-25	629	653	دیگر نجی خدمات (سامانی کیونٹی و ذاتی خدمات)
			حصہ فیصد میں
	22.2	24.0	ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات
	11.7	4.9	مکاناتی خدمات (ملکیت و جائے سکونت)
	35.2	33.4	تھوک و خوردہ تجارت
	6.5	9.6	مالیات و بیمہ
	9.8	10.7	عمومی حکومتی خدمات (نظم عامہ و دفاع)
	14.5	17.3	دیگر نجی خدمات (سامانی کیونٹی)
	52.6	49.5	جی ڈی پی میں خدمات کا حصہ
			ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

بکس 2.3: خدمات پر بنیادی سال کی تبدیلی کا اثر⁵²

بنیادی سال کی تبدیلی کا اثر زائل کرنے کے لیے ہم نے حالیہ قیمتوں پر 06ء کے قدر اضافی پر توجہ مرکوز کی ہے اور دونوں کے تحت اس کا تجزیہ کیا ہے، یعنی پرانی اور نئی بنیاد کے تحت۔

جیسا کہ جدول 2.3.1 میں دکھایا گیا ہے کہ بنیادی سال میں نظر ثانی نے خدمات کے شعبے کے قدر اضافی میں 547 ارب روپے کا اضافہ کیا ہے اور اہم تبدیلی مکاناتی خدمات میں دیکھنے میں آئی ہے۔ یہ سابقہ بنیاد کے لیے کرائے اور مکانوں کی تعداد کو تخمینہ پر نظر ثانی کی عکاسی کرتا ہے⁵³ اور کوریج میں کچھ بہتری ظاہر کر رہا ہے۔⁵⁴

دوسری اہم تبدیلی خوردہ تھوک تجارت میں دیکھی گئی۔ اس کی وجوہات میں (1) کوریج⁵⁵ (2) اخذ کرنے کے طریقوں میں بہتری⁵⁶ اور (3) سروسے کے نتائج کا استعمال⁵⁷

ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے زمرے میں بلند قدر اضافی سے کوریج میں بہتری کے اثر کی عکاسی ہوتی ہے۔ خصوصاً نئی بنیاد میں ریلوے فریجٹز، بنگلہ ایجنٹ، پاکستان ریلوے مشاورتی خدمات، تیل و پانی کے ٹینکروں کی خدمات، گڈز فارورڈنگ ایجنٹس، انٹرنیشنل فریٹ فارورڈرز، فریجٹز ڈاکھانے، کیبل آپریٹر، انٹرنیٹ سروس فراہم کرنے والے اور سپون کینیال شامل ہیں۔

مالیات و بیمہ کی کوریج میں کوئی تبدیلی نہ ہونے کے باوجود نئی بنیاد کے تحت اس کی قدر اضافی میں کمی واقع ہوئی۔ یہ مالی خدمات کی پیداوار کی پیمائش کے طریقہ میں تبدیلی کی عکاسی کرتا ہے۔ خصوصاً، (1) پیداوار سے کیپٹل گین کو خارج کر دیا گیا ہے⁵⁸ (2) پراپرٹی کی آمدنی کو مالی خدمات کے ایک زیادہ نمائندہ پیمانے سے بدل دیا گیا ہے (مالی وساطت کی خدمات، جن کی بالواسطہ پیمائش کی جاتی ہے)^{59,60} اور (3) اسٹیٹ بینک کو غیر منڈی پیدا کنندہ کی حیثیت میں لیا گیا ہے۔⁶¹

- 52 یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے ”پاکستان کے قومی کھاتے: 1999-2000 تا 2005-06ء“ کے عنوان سے شائع کردہ رپورٹ پر مبنی ہے جو کہ <http://www.pbs.gov.pk> پر دستیاب ہے۔
- 53 بی بی ایس نے 1999-2000ء کے سابقہ بنیادی سال کا نفاذ کرتے ہوئے قبضے والی رہائش کے عبوری اعداد و شمار کا استعمال کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت 1998ء میں مکانات شماری کے مکمل نتائج دستیاب نہیں تھے۔ نئی بنیاد میں ان مسائل کو حل کر لیا گیا ہے کیونکہ اس میں 2005-06ء کی رہائش کے اعداد و شمار کا نفاذ کے لیے 1998ء کے حتیٰ ذی ا کو استعمال کیا گیا ہے۔
- 54 نئی بنیاد میں ریلوے اسٹیٹ اور ڈاکو آپریٹرز کو سوسائٹیز کی قدر اضافی کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ ریلوے اسٹیٹ کو اس سے قبل سامانی و ذاتی خدمات کے زمرے میں شامل کیا جاتا تھا۔
- 55 نئی بنیاد میں زندہ جانوروں کی تجارت، گاڑیوں و موٹر سائیکلوں کی مرمت اور تجارت سے متعلق ثانوی سرگرمیاں (جیسے تجارتی سرگرمی سے منسلک خدمات کا معاوضہ جن میں مال برداری اور خریدی گئی اشیاء کو نصب کرنا وغیرہ شامل ہے)۔
- 56 سابقہ بنیاد میں مارنیز کو فروخت کی قدر کے لحاظ سے اخذ کیا جاتا تھا۔ اب ان چیزوں کا تخمینہ سامان تجارت کی خریداری کی قدر کے حساب سے لگایا جاتا ہے۔
- 57 نئی بنیاد میں حالیہ سروس سے اخذ کردہ تجارتی مارنیز کی قدروں اور خام مال و پیداوار کے تناسب کی نئی قدروں کو استعمال کیا گیا ہے۔
- 58 نظری لحاظ سے کسی پیداوار یا لین دین سے کیپٹل گین حاصل نہیں ہوتا۔ اس سے قطع نظر، سابقہ بنیاد کا وینٹیک فریم ورک میں یہ مالیات و بیمہ کے شعبوں میں پیداوار کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ نئی بنیاد میں تخمینہ شدہ پیداوار سے کیپٹل گین کو منہا کر کے اس مسئلے کو حل کیا گیا ہے۔
- 59 سابقہ بنیاد میں سود، منافع منقسم یا کرایہ (جو عام طور پر پراپرٹی کی آمدنی کا حصہ ہوتا ہے) کو بینکوں کا قدر اضافی شمار کیا جاتا تھا۔ تکنیکی لحاظ سے یہ لین دین ان پیدا کنندگان کی قدر اضافی اخذ کرتے ہوئے پہلے ہی شامل کر لیا جاتا ہے۔ دوسرے شمار سے بچنے کے لیے نئی بنیاد میں ان اجزاء کو بینکوں کی اہلیت سے حاصل ہونے والی آمدنی سے منہا کر لیا جاتا ہے۔
- 60 مالی ادارے اپنے صارفین سے کچھ خدمات پر چارج کرتے ہیں لیکن یہ ان کے اہم ترین فریضے مالی وساطت سے الگ ہے یعنی امانتیں (یا قرض لیے گئے فنڈز) موزوں قرض گیروں کو فراہم کر کے۔ عام طور پر یہ ادارے ایسی خدمات کے لیے قرض مہیا کر کے اپنے صارفین سے ان قرضوں پر بلند شرح سود چارج کرتے ہیں، جو امانتوں پر دی جانے والی سود کی شرح سے کم ہوتی ہے۔ اس صورت حال میں مالی خدمات کی پیداوار کا تخمینہ لگانا بہت مشکل ہے کیونکہ ان خدمات کو استعمال کرنے والے اس کی براہ راست ادائیگی نہیں کرتے۔ اس مسئلے کو ایف آئی ایس آئی اہم کا تخمینہ لگاتے ہوئے حل کیا جاتا ہے، جس کا مطلب مالی وساطت کی خدمات کی بالواسطہ پیمائش ہے۔ اس طریقے کو قرضوں اور امانتوں پر شرح سود کا تخمینہ لگانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، اور یہ حوالہ شرح سے کچھ زائد ہوتا ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے، پاکستان دفتر شماریات کی پاکستان کے قومی کھاتے بنیاد کی 1999-2000ء سے 2005-06ء میں تبدیلی۔
- 61 سابقہ بنیاد میں اسٹیٹ بینک کے منافع کو قدر اضافی شمار کیا جاتا تھا، نئی طریقہ فکر میں اسٹیٹ بینک کو غیر منڈی پیدا کنندہ شمار کیا گیا ہے۔ اس طرح مرکزی بینک کی پیداوار کی قدر کا تخمینہ اس کی پیداواری لاگت کے مجموعے کے طور پر لگایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسٹیٹ بینک کا منافع قدر اضافی میں کوئی کردار ادا نہیں کرتا۔

جدول 2.12: خدمات کے شعبے میں نمو					
نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجے میں					
	حصہ	نمو		نمو میں حصہ	
	م 13ء	م 12ء	م 13ء	م 12ء	م 13ء
تھوک و ذرہ تجارت	31.5	1.7	2.5	0.5	0.8
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات	23.7	8.9	3.4	2.1	0.8
مالیات و بیمہ	5.2	1.0	6.6	0.1	0.3
مکاناتی خدمات	11.7	4.0	4.0	0.5	0.5
عمومی حکومتی خدمات	11.7	11.1	5.6	1.2	0.6
دیگر نجی خدمات	16.2	6.3	4.0	1.0	0.6
خدمات		5.3	3.7	5.3	3.7
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات					

مالیات و بیمہ کے شعبوں کی قدر اضافی میں سب سے بڑا حصہ جدولی بینکوں کا تھا (جدول 2.15)۔ م 13ء کے دوران جدولی بینکوں کی نفع یابی میں بحالی ہوئی جس کا سبب حکومتی تمسکات میں ان کی سرمایہ کاری کی بلند سطح اور ان کی امانتوں کی بنیاد میں توسیع ہے۔⁶³ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس شعبے کی جانب سے قدر اضافی کو اخاذ کرنے میں م 13ء کے دوران بڑی تبدیلی دیکھی گئی (مکس 2.3)۔

میں 13ء کے دوران ملکی طلب مسلسل تین برسوں تک بڑھنے کے بعد سست رفتاری کا شکار ہو گئی (جدول 2.16 اور شکل 2.16)۔ گھریلو استعمال میں پست نمونہ باعث بنی۔ اس کے مقابلے میں حکومتی اخراجات میں بدستور مضبوط نمودار کا ایک ٹکڑا

62 پی آئی اے نے 2012ء کے دوران کولمبو اور شنگھائی کے لیے پروازیں روک دی تھیں۔

63 مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے گرانوی وزری پالیسی پر باب 4۔

64 مجموعی طلب میں سب سے بڑا حصہ ہونے کے باوجود جوئی آمدنی کے کھاتوں میں گھرانوں کا صرف کا تخمینہ بطور بقایا (residual) جز کے طور پر لگایا گیا ہے۔ خاص طور پر گھرانوں کے صرف کو حتیٰ ملکوتی صرف، سرمایہ کاری اور خالص برآمدات کے لیے جی ڈی پی (جس کی پیمائش پیداوار سے ہوتی ہے) سے مطابقت کر کے اخذ کیا جاتا ہے۔

65 ٹیکسوں اور جی ڈی پی کی شرح میں 12ء کے 10.2 فیصد سے گزر کر 9.6 فیصد برآگئی۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے نتیجے میں قابل استعمال فنڈز میں اضافے کا اثر کم 13ء کے دوران ترسیلات زر میں بہت نمو سے جزوی طور پر زائل ہو گیا ہو۔

جدول 2.14: ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات کا خام قدر اضافی					
نمو (فیصد)	ارب روپے		م 13ء میں حصہ		
	م 12ء	م 13ء	م 12ء	م 13ء	
2.2	2.3	945	925	69.4	روڈ ٹرانسپورٹ
8.1	52.4	301	279	22.1	مواصلات
-4.0	7.5	48	50	3.5	آبی ٹرانسپورٹ
38.2	-28.1	42	31	3.1	فضائی ٹرانسپورٹ
2.5	-16.6	3	3	0.2	پائپ لائن ٹرانسپورٹ
-271.0	-50.2	-11	-3	-0.8	ریلوے
2.3	1.3	33	32	2.4	ذخیرہ
3.4	8.9	1,362	1,316	100	کل

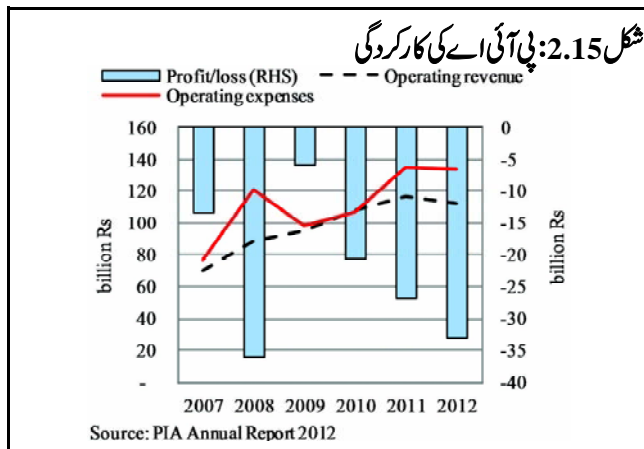
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

توانائی کی قلت کی طرح پاکستان میں سرمایہ کاری کے رجحانات بھی مایوس کن رہے جس کی وجوہات میں کاروبار کرنے کی بلند لاگت، امن و امان کی دشوار صورت حال شامل ہیں جن کی وجہ سے کاروبار اپنی گنجائش سے کم سطح پر کام کرنے پر مجبور ہیں۔ اس لیے م 13ء میں سرمایہ کاری وجی ڈی پی کا تناسب 14.2 فیصد پر آ گیا ہے جو گزشتہ برس 14.9 فیصد تھا۔ یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ سرمایہ کاری کی شرح کی تاریخی سیریز میں مئی 2013ء میں اس وقت اہم تبدیلی دیکھی گئی جب پاکستان دفتر شماریات نے ملک میں سرمایہ کاری اخذ کرنے کے طریقہ کار کی تازہ کاری کی تھی۔ اگرچہ سرمایہ کاری کی نظر ثانی شدہ شرح میں گزشتہ پانچ برسوں سے کمی کا رجحان ہے لیکن یہ اتنی نامناسب نہیں جتنی کہ پچھلی سیریز میں تھی (دیکھئے پکس 2.5)۔

جدول 2.15: مالی و بیمہ شعبہ کی خام قدر اضافی					
(2005-06ء کی ساکن قیمتوں پر)					
نمو (فیصد)	ارب روپے		م 13ء میں حصہ		
	م 12ء	م 13ء	م 12ء	م 13ء	
-31.1	14.0	6	9	2.0	مرکزی بینکاری
7.7	-0.2	255	237	86.4	بینک
7.7	0.4	251	233	84.9	جدولی
5.5	-41.8	2	2	0.7	غیر جدولی
8.5	0.3	2	2	0.7	مالی اجارہ
52.5	-8.3	4	3	1.4	دیگیا دیگر کریڈٹ
27.7	11.9	14	11	4.6	بیمہ نو بیمہ اور پنشن کی فنڈنگ ¹
-8.5	7.9	16	18	5.6	معاون سرگرمیاں
6.6	1.0	296	277	100.0	کل (خام قدر اضافی)

¹ اس میں لازمی سوشل سیکورٹی کو منہا کیا گیا ہے۔

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات



2.3.1 صرف
م 13ء کے دوران حقیقی صرف میں 4.6 فیصد نمو ہوئی جو گزشتہ برس 6 فیصد تھی۔ جیسا کہ پہلے نشان دہی کی جا چکی ہے کہ یہ صرف کے دیگر معاشی اظہاریوں سے ہم آہنگ معلوم نہیں ہوتا۔ تاہم ایک رجحان بالکل واضح ہے کہ صرف کی نمو ابھی تک حقیقی جی ڈی پی سے کافی بلند ہے (شکل 2.17)۔⁶⁶

پی بی ایس گھرانوں کے اخراجات کے رویے کے رجحانات کی پیمائش کے لیے باقاعدگی سے گھرانوں کا سروے کرتا ہے۔ اس سروے سے آمدنی کے مختلف گروپوں میں صرف کے بدلتے ہوئے رجحانات کا تجزیہ کرنے میں مدد مل سکتی

⁶⁶ تاریخی طور پر صرف کی نمو پاکستان میں حقیقی جی ڈی پی کی نمو سے کم رہی ہے۔

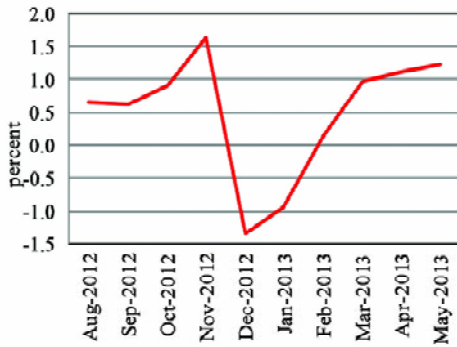
جدول 2.4.1: سیلوفون پر ٹیکس	
ری چارج کے وقت صارفین پر ٹیکسوں کا بوجھ	
ری چارج پر دوہولڈنگ ٹیکس	15.0 فیصد
ری چارج پر خدمت کی ایف ای ڈی کی کوئی	19.5 فیصد
استعمال پر ٹیکس	
ایس ایم ایس یا وائس بینڈ سبسکرپشن فیس پر ایف ای ڈی	19.5 فیصد
تمام کال چارجز پر کوئی	
جی ایس ٹی / ایف ای ڈی	19.5 فیصد
دوہولڈنگ ٹیکس	15.0 فیصد
ماخذ: سیلور کپنیاں، بروکرنگ ہاؤسز	

پاکس 2.4: موبائل فون شعبے کو درپیش اہم مشکلات

2004ء میں ڈی ریلیکیشن کے بعد سے موبائل فون کی صنعت میں غیر معمولی نمو ہوئی ہے۔ مثلاً، سبسکرائبرز کی تعداد 2004ء کے 5 ملین سے بڑھ کر 2013ء میں 123.5 ملین تک پہنچ چکی ہے۔ سبسکرائبرز میں مضبوط نمو کے ساتھ موبائل فون کی سرائیت بھی بڑھی ہے۔ 2003ء میں 100 افراد میں سے صرف 5 کے پاس موبائل کنکشن تھے اور اب یہ تناسب بڑھ کر 68 فیصد تک پہنچ چکا ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ شعبہ پختہ ہو گیا ہے اور صنعت میں مسابقتی دباؤ سے فی صارف آمدنی جو 2003-04ء میں 9 ڈالر ماہانہ تھی وہ 2011-12ء میں گر کر صرف 2.4 ڈالر ماہانہ رہ گئی ہے۔ مزید برآں، اس شعبے کو مزید کی دشواریوں کا سامنا ہے جن میں بعض جبری ضوابطی اقدامات شامل ہیں جنہوں نے موبائل نیٹ ورک آپریٹرز (ایم این اوز) کی کارکردگی پر منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ اس نوٹ میں صنعت کو درپیش بعض مسائل کو اجاگر کیا گیا ہے۔

شکل 2.4.1: سبسکرائبرز کی تعداد میں سالانہ نمو



Source: Pakistan Telecom Authority

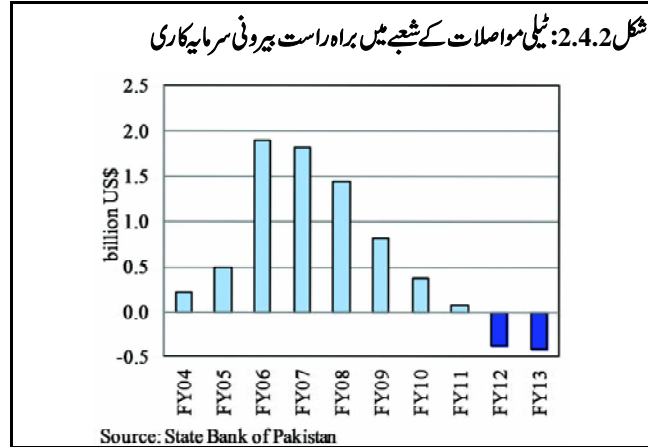
ٹیکسوں کا بڑھتا ہوا بوجھ: حالیہ بجٹ میں اس شعبے پر ٹیکسوں کا مزید بوجھ ڈالا گیا ہے۔ خصوصاً حکومت نے کریڈٹ ری چارج پر دوہولڈنگ ٹیکس بڑھا کر 15 فیصد کر دیا ہے جو اس سے قبل 10 فیصد تھا (جدول 2.4.1)۔ اس سے وائس کالز کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی فرموں کو متاثر کرے گی کیونکہ ان کے 85 فیصد صارفین کے پاس پری پید کنکشن ہیں (ان میں سے بیشتر وسطی یا پست آمدنی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں)۔

سم فروخت کرنے کی ضابطہ کاری: دسمبر 2012ء میں پاکستان ٹیلی کام اتھارٹی (پی ٹی اے) نے ایم این اوز کی فروخت کا ایک اہم ذریعہ اس وقت بند کر دیا جب اس نے غیر رجسٹرڈ فرمیں نچاز کے ذریعے پری پید کنکشن کی فروخت پر پابندی عائد کر دی۔ پی ٹی اے نے ایک فرد کے لیے زیادہ سے زیادہ پانچ موبائل فون کنکشنز کی پابندی بھی عائد کر دی۔ اس پابندی کا نتیجہ صنعت کے لیے سبسکرائبرز کی نمو میں کمی کی صورت میں برآمد ہوا (شکل 2.4.1)۔

موبائل فون سروس کی اکثر بندش: سیلور شعبے کو اس وقت اثر ٹائٹم میں نقصان اٹھانا پڑا جب حکومت نے دہشت گردی کے خطرات سے نمٹنے کے لیے متعدد ہارسروس کو معطل کیا۔ اگرچہ اس سے دہشت گردی کے خطرات کو کم کرنے میں مدد ملی تھی لیکن اس کے نتیجے میں موبائل کمپنیوں کو آمدنی میں نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ اطلاعات کے مطابق سیلور کمپنیوں نے سروس کی معطلی کے نتیجے میں آمدنی کے نقصان پر پی ٹی اے کے پاس تقریباً 1.5 ارب روپے کے دعوے بھی جمع کرائے ہیں۔

تھری جی اینکڑم کی ٹیلای میں تاخیر: تھری جی اینکڑم کی ٹیلای میں کمی بار تازہ نے منڈی کی غیر یقینی کیفیت کو بڑھایا ہے۔ یہ آپریٹنگ کمپنیوں کی سرمایہ کاریوں پر بڑھتی ہوئی مالی لاگت میں اضافہ کر رہی ہے۔

سرمایہ کاری میں کمی: صنعت میں سیرشدگی کے باعث براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں کمی کا رجحان ہے۔ مالی سال 13ء میں صورت حال مزید بگڑ گئی جب اتصالات کو منافع کی بھاری منتقلی (انٹرفیشل کلیئرنگ ہاؤس متعارف کرانے کے بعد پی ٹی سی ایل کو ہونے والے منافع کو) کے نتیجے میں 408 ملین ڈالر کی رقم بیرون ملک بھیجی گئی (شکل 2.4.2)۔



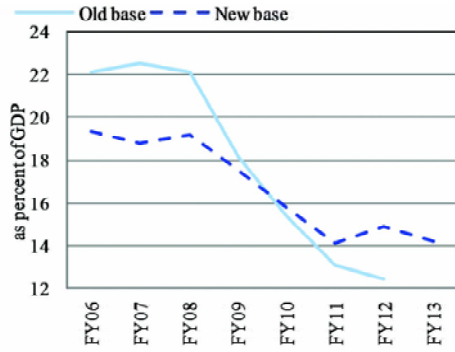
Source: State Bank of Pakistan

ہے۔ صرف کے رجحان کے ایک تفصیلی تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام صارفین گروپوں (غریب، متوسط اور امیر) کے اخراجات میں گزشتہ پانچ برسوں کے دوران تمام اقسام کی اجناس کے اخراجات میں بلند نمو دیکھی گئی (پاکس 2.6)۔ اس سے ہمارے مجموعی تجزیے کو تقویت ملتی ہے کہ اگرچہ رسمی معیشت مشکلات سے دوچار ہے لیکن گھرانوں کے صرف میں تیزی کا رجحان رہا ہے کیونکہ اس میں اضافہ آمدنی کے غیر دستاویزی ذرائع اور جائیداد کی ہولڈنگ کے باعث دولت کے اثر سے ہوتا ہے، جسے عام طور پر کم بتایا جاتا ہے۔

م 13ء میں قومی بچتیں گر کر جی ڈی پی کا 13.8 فیصد ہو گئیں جبکہ گزشتہ دہائی میں ان کی اوسط 16.3 فیصد رہی تھی۔⁶⁷ ملکوں کے تقابل سے ظاہر ہوتا ہے کہ خطے میں پاکستان کی قومی

⁶⁷ بیرونی سرمایہ کاری پمپلے ہی کم ہے جبکہ قابل سرمایہ کاری وسائل میں حقیقی جی ڈی پی کی پست نمو پر مبنی ہے۔ بچتوں و سرمایہ کاری کی شرح کے بعد پاکستان میں حقیقی جی ڈی پی کی نمو 2008ء سے خفے میں پست ترین سطح پر رہی ہے۔

شکل 2.5.1: پاکستان میں سرمایہ کاری کی شرح

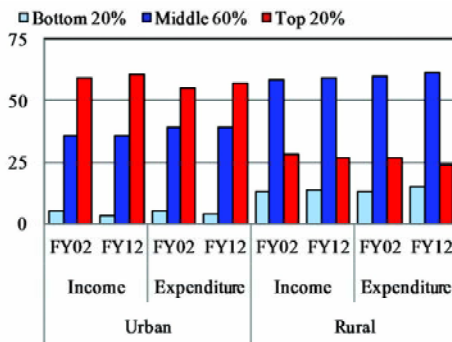


Source: Pakistan Bureau of Statistics

بکس 2.5: قومی کھاتوں کے ڈیٹا کی بنیاد کے باعث سرمایہ کاری کی شرحوں میں تبدیلیاں
اگرچہ قومی کھاتوں کا پرانا ڈیٹا (بنیادی سال 1999-00ء) مالی سال 08ء کے بعد سرمایہ کاری کی شرح میں تیزی سے کمی کو ظاہر کرتا ہے تاہم نئے ڈیٹا (2005-06ء) سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں کمی زیادہ شدید نہیں تھی (شکل 2.5.1)۔ پاکستان دفتر شماریات (پی بی ایس) نے 2005-06ء کے بنیادی سال پر قومی کھاتوں کے ڈیٹا کے اجراء کے موقع پر سرمایہ کاری کا تخمینہ لگانے کی تکنیکوں میں بہتری لانے کے لیے بعض تبدیلیاں متعارف کرائی ہیں۔

اہم تبدیلی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں آئی ہے۔ پرانی بنیاد میں بیرونی براہ راست تبدیلی کو گننا شمار کیا جاتا تھا۔ سرمایہ کاری کے تخمینوں میں مجموعی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کو شامل کرنے کے ساتھ ساتھ پی بی ایس نے درآمدی مشینری اور ساز و سامان کی قدر (خواہ اس کی فنڈنگ ایف ڈی آئی سے ہوئی ہو) کو بھی شمار کیا ہے۔ جب بیرونی براہ راست سرمایہ کاری مثبت ہوتی ہے تب دہرے شمار میں سرمایہ کاری بڑھ جاتی ہے۔ اس کے مقابلے میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کا اخراج سرمایہ کاری کے رجحانات کے بہت تخمینوں پر مبنی ہوتا ہے۔

شکل 2.6.1: گھرانوں کی آمدنی و اخراجات کی تقسیم



Source: HIES

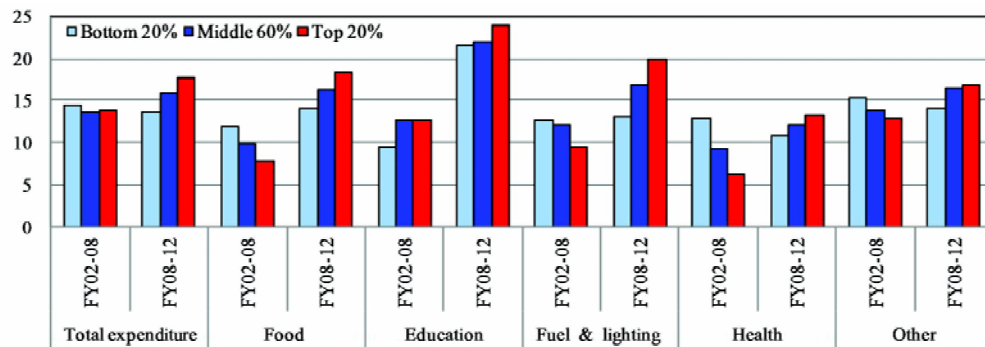
بکس 2.6: پاکستان میں صرف اور بچت کارخانہ*
پاکستان دفتر شماریات کے گھرانوں کے منظم اقتصادی سروے (ایچ آئی ای ایس) سے پاکستان میں صرف کے رجحان پر بعض دلچسپ اور گہرائی سے جاننے آتے ہیں۔

پہلا، شہری علاقوں میں آمدنی کی تقسیم صرف دووں بہت زیادہ غیر متوازی ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ یہ عدم مساوات بڑھ رہی ہے۔ مثلاً، شہری گھرانوں کے سر فی فرد 20 فیصد افراد مجموعی آمدنی کا 60 فیصد حاصل کرتے ہیں اور مجموعی اخراجات میں ان کا حصہ 57 فیصد بنتا ہے (شکل 2.6.1)۔ اس کے مقابلے میں چلی سٹے کے 20 فیصد گھرانوں کی مجموعی آمدنی و اخراجات کا حصہ صرف 5 فیصد ہے۔

دوسرا، مالی سال 08ء تا 12ء کے دوران مالی سال 02ء تا 08ء کے مقابلے میں تمام گھرانوں (شہری و دیہی دونوں) کے صرف میں اضافہ ہوا ہے (شکل 2.6.2)۔

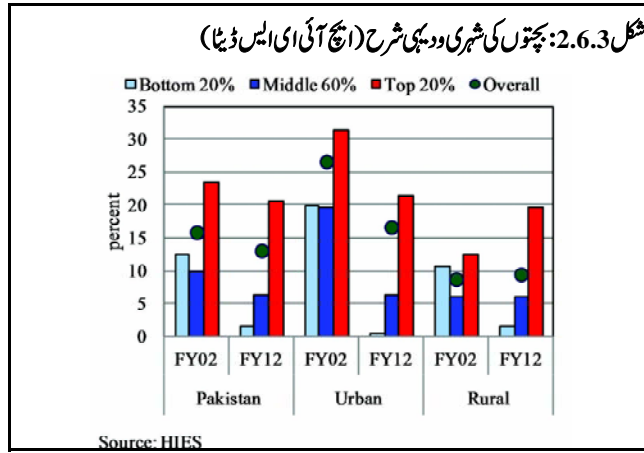
زیادہ اضافہ تعلیم، غذا اور ایندھن و روشنی میں ہوا۔ غذا، ایندھن و روشنی کی قیمتوں میں اس مدت کے دوران اضافہ ایسے اخراجات کو بڑھانے کا باعث بنا۔⁶⁸ تعلیم کے اخراجات میں اضافہ اس کی بلند طلب کے

شکل 2.6.2: گھرانوں کے اخراجات (سی اے جی آر) میں نمو



Source: HIES

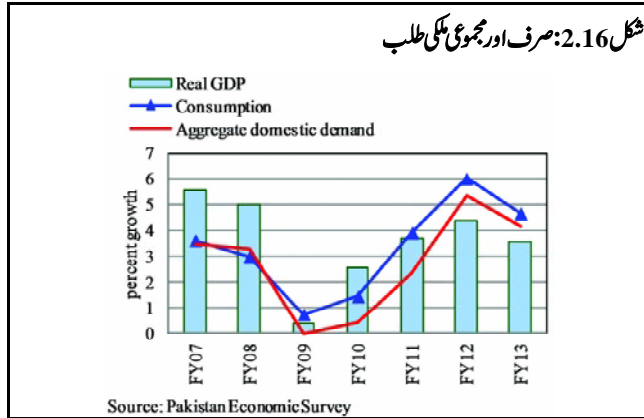
68 مہ 08ء تا مہ 12ء کے دوران غذا اور ایندھن و روشنی کی اوسط گرانی کی شرحیں بالترتیب 16.2 فیصد اور 20.2 فیصد تھیں۔ جبکہ صارف اشاریہ قیمت گرانی 12.9 فیصد اور تعلیمی قیمت کے اشاریے میں 9.5 فیصد اضافہ ہوا۔
* اس بکس میں دیا گیا تجزیہ جدول 11 میں دی گئی گھرانوں کی آمدنی اور جدول 22 میں دیے گئے کسی اخراجات پر مبنی ہے، جس میں 02-2001ء اور 08-2007ء اور 12-2011ء کے ایچ آئی ایس شامل ہیں۔



باعث ہوا جو پرائمری اسکولوں میں اندراج کی شرح 69 کے بڑھنے اور سرکاری اسکولوں کے مقابلے میں قدرے کم گئی تعلیمی اداروں پر پڑھتی ہوئی توجہ کی وجہ سے ہوا۔ اس سے قطع نظر مجموعی اخراجات میں اوسط گھرانے کا تعلیمی اخراجات میں حصہ باپس کن حد تک 5 فیصد سے کم ہے۔

انچ آئی ای ایس ڈیٹا مختلف آمدنی گروپوں میں بچتوں کے رجحانات کے متعلق معلومات بھی فراہم کرتا ہے۔ مجموعی لحاظ سے وقت گزرنے کے ساتھ بچتوں میں کمی ہو رہی ہے۔ یہ مشاہدہ قومی آمدنی کھاتوں کے ڈیٹا سے ہم آہنگ معلوم ہوتا ہے۔

مزید تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچتوں کی شرح میں کمی شہری گھرانوں تک محدود ہے اور گزشتہ دس برسوں کے دوران دیہی بچتوں میں اضافہ ہوا ہے (شکل 2.6.3)۔ مزید برآں، آمدنی کے مختلف گروپوں کی بچتوں کی شرح میں وسیع فرق موجود ہے۔ مزید برآں، شہری و دیہی علاقوں دونوں کے بھاری آمدنی والے گروپس (سرفہرست 20 فیصد) کی بچتوں کی شرح میں وسیع فرق موجود ہے۔ دیہی و شہری دونوں علاقوں میں بھاری آمدنی گروپس (سرفہرست 20 فیصد) زیادہ کفایت شعار ہیں اور ان کی بچتوں کی شرح 20 فیصد سے زیادہ تشویشناک بات یہ ہے کہ پست آمدنی گروپ (جو مالی سال 02ء تک وسط آمدنی گروپ سے زیادہ بچت کرتا تھا) پر مالی دباؤ زیادہ ہے اور مالی سال 12ء میں اس گروپ کی بچتیں تقریباً غائب ہو چکی ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ چند برسوں کے دوران غذائی گرانی میں تیزی سے اضافے نے غریب طبقے کی بچتوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔



بچتیں سب سے کم ہیں (شکل 2.17) حتیٰ کہ بنگلہ دیش جس کی فی کس جی ڈی پی پاکستان سے کم ہے، وہاں بھی بچتوں کی شرح بلند ہے۔ پاکستان دفتر شماریات کے گھرانوں کے سروے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آمدنی کے تمام گروپوں کی شہری بچتوں میں گزشتہ دس برسوں کے دوران کمی ہوئی ہے جبکہ دیہی بچتوں میں معمولی اضافہ ہوا ہے۔ لیکن دیہی معیشت میں مالی اداروں کی پست سرایت کی وجہ سے ان بچتوں کو سرمایہ کاری میں بدلنا ابھی غیر یقینی ہے۔

2.3.2 سرمایہ کاری

حقیقی سرمایہ کاری (خام معین تشکیل سرمایہ) کی نمونہ 12ء کے 1.5 فیصد سے گر کر کم س 13ء میں صرف 0.8 فیصد رہ گئی جس کا سبب ملکی سرمایہ کاری میں کمی ہے کیونکہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں کچھ بحالی دیکھی گئی (شکل 2.18)۔ سرکاری شعبے کی اضافی قرض گیری کے باعث نجی شعبے کے قرضوں کی پست سطح اور توانائی کی قلت کے باعث پیداواری گنجائش سے کم استعمال ملک میں سرمایہ کاری کی سرگرمیوں میں رکاوٹ بن رہا ہے۔⁷⁰

اگرچہ کم س 13ء کے دوران سرمایہ کاری میں 8.6 فیصد اضافہ ہوا تھا (کیونکہ سال میں بعض ترقیاتی منصوبے شروع کیے گئے) لیکن نجی سرمایہ کاری میں ہونے والی کمی سرمایہ کاری کی مجموعی نمونہ کی کا باعث بنی۔

شعبہ وار سرمایہ کاری

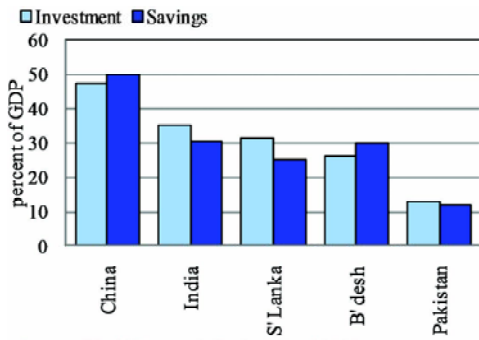
کم س 13ء کے دوران زراعت کے شعبے کی سرمایہ کاری میں 5.9 فیصد کی معقول نمو

69 پرائمری اسکول میں خاص اندراج کی شرح کم س 02ء کے 42 سے بڑھ کر کم س 12ء میں 57 ہو گئی (ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے کم س 13ء)۔

70 یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ ملک کی صنعتیں 50 فیصد گنجائش سے کم پر کام کر رہی ہیں (منصوبہ بندی کمیشن، سالانہ منصوبہ کم س 13، صفحہ 3)۔

جدول 2.17: شعبہ جاتی خام مہینہ تشکیل سرمایہ				
فیصد		جی ڈی پی کا فیصد		
م 13ء	م 12ء	م 13ء	م 12ء	
5.9	-0.5	3.1	3.2	زراعت
-0.3	-3.7	2.3	2.4	صنعت
141.5	-0.1	0.6	0.2	کان کنی و کوہ کنی
-25.7	-2.5	1.0	1.4	اشیا سازی
-28.3	-3.1	0.9	1.3	(i) بڑا پیمانہ
7.4	7.4	0.1	0.1	(ii) چھوٹا پیمانہ
-12.4	-12.1	0.6	0.7	بجلی و گیس
35.7	27.9	0.2	0.1	تعمیرات
-1.4	4.1	4.6	4.8	خدمات
2.6	1.6	0.3	0.3	تھوک و خوردہ تجارت
-8.2	-24.4	1.0	1.2	ٹرانسپورٹ و مواصلات
2.9	20.7	0.2	0.2	مالیات و بیمہ
4.0	4.0	2.1	2.0	مکاناتی خدمات
4.4	6.3	1.1	1.1	دیگر نجی خدمات
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات				

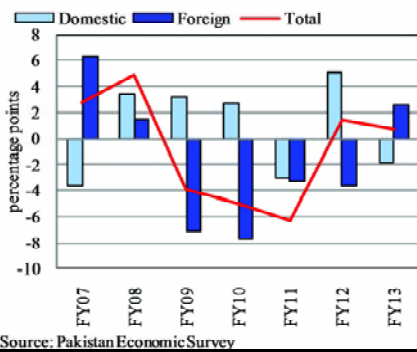
شکل 2.17: خطے میں بچت و سرمایہ کاری کی شرح



ہوئی تھی (جولائی 12ء میں منفی رہی تھی) لیکن صنعت و خدمات کی سرمایہ کاری میں ہونے والی کمی نے اس کا اثر زائل کر دیا (جدول 2.17)۔

م 13ء کے دوران اشیا سازی کی سرمایہ کاری میں 25.7 فیصد کمی کی وجہ گذشتہ چند برسوں میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں ہونے والی سرمایہ کاری کی منفی نمو ہے۔ 71 توانائی کے شعبے میں تشکیل سرمایہ (بجلی کی پیداوار و تقسیم، گیس کی تقسیم) میں بھی مسلسل دوسرے برس 12 فیصد سے زائد کمی ہوئی۔ بجلی کمپنیوں کو درپیش مالی مشکلات (جیسے گردش قرضہ) کے باعث وہ اپنی گنجائش کے مطابق پیداوار نہیں کر سکتے اور یہی سرمایہ کاری میں کمی کی اہم وجہ ہے۔

شکل 2.18: جی ایف سی ایف کی نمو میں حصہ



م 13ء کے دوران خدمات کے شعبے میں بھی سرمایہ کاری کم ہوئی، صرف ٹرانسپورٹ اور مواصلات کے شعبے میں۔ خصوصاً موبائل فون کے شعبے میں سرمایہ کاری کی خراب صورت حال نے مواصلات کو بہت زیادہ متاثر کیا (باکس 2.4)۔

آخر میں، م 13ء کے دوران تعمیرات اور کان کنی و کوہ کنی کے شعبوں میں خاصی سرمایہ کاری ہوئی لیکن یہ دیگر شعبوں میں ہونے والی کمی کی تلافی کے لیے ناکافی تھی۔

71 چھوٹے پیمانے کی اشیا سازی میں اصل صورت حال کو جانچنا مشکل کام ہے کیونکہ پی بی ایس کی جانب سے فرض کیا گیا ہے کہ اس شعبے کی سرمایہ کاری میں 7.4 فیصد کمی معین شرح سے اضافہ ہوا ہے۔

خصوصی سیکشن 2.1: پاکستان میں ماحولیاتی تبدیلی اور زراعت پر اس کا اثر⁷²

ذیل میں دیے گئے اہم حقائق سے ظاہر ہوتا ہے کہ عالمی ماحول میں تیزی سے رونما ہونے والی تبدیلیاں کس طرح پاکستان کے لیے ایک اہم خدشہ بن چکی ہیں۔

1- گرمی ہماری توقعات کے مقابلے میں تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اگرچہ اوسط سالانہ درجہ حرارت 1901ء تا 2000ء کے دوران صرف 0.060 درجہ سینٹی گریڈ بڑھا ہے⁷³ لیکن حالیہ دہائیوں میں حدت کی رفتار بڑھ رہی ہے جیسا کہ 2001ء تا 2010ء کے دوران سالانہ درجہ حرارت میں 0.930 درجہ سینٹی گریڈ کے بھاری اضافے سے ظاہر ہے۔ زیادہ تشویشناک بات یہ ہے کہ درجہ حرارت میں یہ اضافہ 0.600 درجہ سینٹی گریڈ کی پیش گوئی سے بھی بڑھ گیا۔⁷⁴

2- شمالی علاقہ جات کے درجہ حرارت میں اضافہ زیادہ ہوا۔ شمالی علاقوں میں اوسط درجہ حرارت 2001ء تا 2010ء کے دوران 1.30 درجہ سینٹی گریڈ بڑھا جو باقی ملک کے مقابلے میں دگنا ہے۔⁷⁵

3- زیادہ سے زیادہ ناقابل پیش گوئی بارشیں معمول بن چکی ہیں۔ 1901ء تا 2000ء کے دوران اوسط سالانہ بارش میں 25 فیصد اضافہ ہوا۔ مزید برآں، بارشوں کا رجحان گذشتہ چند برسوں میں پہلے سے زیادہ شدید اور تغیر پذیر رہا ہے۔⁷⁶

4- نچلی سطح کے گلیشیر بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کے باعث توقع سے زیادہ تیزی سے پگھل رہے ہیں۔ اب تک دستیاب شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ قراقرم خطے کے بلند گلیشیر مستحکم ہیں یا ان کے پگھلنے کی رفتار سست ہے⁷⁷ جبکہ نچلی سطح کے گلیشیر تیزی سے پگھل رہے ہیں جس کا سبب گلیشیر پر کاربن ذخائر کی موجودگی ہے۔ مزید برآں گلیشیر پگھلنے کا موسمی رجحان بھی بدل رہا ہے۔⁷⁸ رپورٹوں سے نشاندہی ہوتی ہے کہ شیوک اور شیگا دریاؤں کے مشرقی ماخذ پر گلیشیر کچھ قبل از وقت اور زیادہ تیزی سے پگھل رہے ہیں۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ دریائے سندھ کی مغربی شاخوں (جیسے دریائے ہنزہ) پر پانی کا بہاؤ متاثر نہیں ہوا۔

5- انتہائی ماحولیاتی واقعات کی شدت اور اعادے میں اضافہ ہوا ہے۔ مثلاً، (1) آخر مئی 2010ء کو مونجودڑ میں 53.7 درجہ سینٹی گریڈ کی انتہائی گرمی ریکارڈ کی گئی۔ یہ کرہ ارض پر ریکارڈ کیا جانے والا چوتھا بلند ترین درجہ حرارت ہے۔ (2) جولائی 2001ء میں اسلام آباد میں 12 گھنٹوں کے دوران 622 ملی میٹر بارش ریکارڈ کی گئی جو 100 برسوں میں شدید ترین ہے اور (3) مرکز مومن سون کی بڑھتی ہوئی شدت جس سے تباہ کن سیلاب آئے ہیں۔

اگرچہ مذکورہ صورت حال ماضی کی ماحولیاتی تبدیلیوں کی نمائندگی کرتی ہیں لیکن امکاننا تشویش ناک ہیں کیونکہ ہمیں توقع ہے کہ 2030ء تک درجہ حرارت میں 0.6 تا 1.0 درجہ سینٹی گریڈ اضافہ ہوگا۔ ماحولیاتی تبدیلیوں کے رجحانات ملک کے لیے تشویشناک ہیں، خاص طور پر زراعت کے لیے۔⁷⁹

72 یہ خصوصی سیکشن فاطمہ خاتون نے تحریر کیا تھا۔

73 ماخذ: Global Change Impact Study Center (GCISC) and Pakistan Meteorological Department (PMD)

74 رسول، جی، کیوزیڈ چودھری، اے، محمود، کے ڈبلیو حیدر، "Glaciers and Glacial Lakes under Changing Climate in Pakistan", Pakistan Journal of Meteorology, Vol 8 (15), pp 3-4.

75 ایضاً۔

76 تاریخی اوسط سالانہ بارش (1951ء تا 2000ء کی اوسط) 278 ملی میٹر ہے جبکہ مومن سون کے موسم (جون تا ستمبر) کی اوسط 151.4 ملی میٹر (مجموعی بارش کا 54 فیصد) ہے۔ موسم سرما (دسمبر تا مارچ) کی اوسط 82.9 ملی میٹر (مجموعی بارش کا 30 فیصد) ہے۔

77 ہندویش قراقرم ہمالیہ کے خطے کے گلیشیرز کے شواہد سے ملتی تصویر سامنے آتی ہے۔ بعض جائزوں سے گلیشیرز میں کمی کی نشاندہی ہوتی ہے جبکہ دیگر کے مطابق بلندی پر واقع یہ گلیشیر قدرے مستحکم ہیں یا سست رفتاری سے پگھل رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں کم بلندی والے گلیشیرز کے جائزوں سے تصدیق ہوتی ہے کہ ان کے پگھلنے کی رفتار تیز ہے جس کا سبب ان گلیشیرز پر سیاہ کاربن کی موجودگی ہے جو گرمی کو جذب کرتے ہیں۔

78 درجہ حرارت پر انحصار کرتے ہوئے برف عام طور پر پگھل کر آخر مارچ یا اپریل کے اوائل میں دریا میں شامل ہوتی ہے اور وسط جون میں پگھلنے کا مکمل بلندی ترین سطح پر پہنچ جاتا ہے جس کے بعد آخر ستمبر سے اس میں کمی شروع ہو جاتی ہے۔

79 زرعی شعبے کا جی ڈی پی میں حصہ تقریباً 20 فیصد ہے، یہ 40 فیصد سے زائد افرادی قوت کو روزگار مہیا کرتا ہے اور ملکی برآمدات میں اس کا حصہ 60 فیصد ہے۔

ایک واضح خطرہ ملک میں پانی کے وسائل کی پائیداری ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ بڑھتے ہوئے درجہ حرارت سے طلب بڑھے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ بھاری بارشوں اور گلیشیر پگھلنے کی وجہ سے دریاؤں میں پانی کا بہاؤ بھی بڑھ سکتا ہے۔ تاہم قلیل مدت میں پانی کی مجموعی صورت حال میں ابتری نہیں ہوگی البتہ طویل مدت میں گلیشیر پگھلنے میں کمی سے صورت حال خراب ہونے کا خطرہ ہے۔

پانی کے وسائل کو لاحق خطرات کے علاوہ بلند درجہ حرارت سے فصلوں کی نمو کی مدت کم ہو جائے گی جس سے کم یافت ہوگی۔ اس کا مطلب ہے کہ فصلوں کی یافت میں اضافہ جو غذائی تحفظ کے لیے اہم ہے، ماحولیاتی مشکلات کے باعث اس کا حصول مشکل ہو جائے گا۔

جائزوں سے پتہ چلتا ہے کہ 1 تا 5 درجہ سینٹی گریڈ کی حد میں درجہ حرارت سے نیم پہاڑی علاقوں اور نیم خشک علاقوں میں گندم کی یافت کم ہو جائے گی۔ اگرچہ بلند درجہ حرارت سے پہاڑی علاقوں میں گندم کی یافت بڑھے گی لیکن 2020ء کے آخر تک گندم کی قومی پیداوار اپنی استعداد کے 1.5 سے 2.5 فیصد تک ٹپا سطح پر رہے گی۔⁸⁰

ایک اور اہم فصل چاول بھی ماحولیاتی تبدیلی کے مقابلے میں حساس ہے۔ چاول کی برآمدات کے جائزے کے مطابق پنجاب کے نیم خشک میدانی علاقوں کی یافتوں میں ممکنہ کمی ہو سکتی ہے۔ مجموعی طور پر اس کی پیداوار میں مختلف ماحولیاتی عوامل کی وجہ سے 2020ء تک کمی واقع ہو سکتی ہے۔⁸¹

ماحولیاتی تبدیلی دیگر شعبوں پر بھی اثر انداز ہوگی:

- سبزیاں خاص طور پر آلو بلند درجہ حرارت سے متاثر ہوتا ہے کیونکہ وہ گرمی کے مقابلے میں کمزور ہوتا ہے جبکہ کئی، سورج کھئی اور گنا بلند درجہ حرارت میں بھی بڑھتا ہے۔
- بعض علاقے ناقابل کاشت ہو سکتے ہیں۔ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ کپاس کبھی فیصل آباد کی اہم پیداوار ہوتی تھی لیکن اب یہ وہاں پیدا نہیں ہوتی۔ دیگر عوامل کے علاوہ درجہ حرارت میں تبدیلی بھی اس کا سبب ہے۔⁸²
- ماحولیاتی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ فصلوں کے رجحانات بھی بدلیں گے کیونکہ کاشت کاروں کو گرمی کا دباؤ بڑھنے کی وجہ سے بوائی کے وقت میں تبدیلی کرنا ہو گی۔ اس سے منسلک خام مال (کھاد اور کیڑے مار ادویات) کے اوقات بھی بدل جائیں گے۔ رینج کی فصل کے رجحان میں تبدیلی خریف تک پھیل جائے گی۔⁸³ ان تمام تبدیلیوں کے لیے کاشت کار کی سطح پر مطابقت کی ضرورت ہوگی۔
- بڑھتی ہوئی نمی سے کیڑوں کے حملے کا خطرہ بڑھ جائے گا۔
- گلہ بانی کا شعبہ بھی ماحولیاتی تبدیلی کے مقابلے میں کمزور ہے۔ بلند درجہ حرارت جانوروں پر جسمانی دباؤ بڑھا سکتا ہے جس سے ان کی بارآوری میں کمی ہو سکتی ہے۔

مختصر یہ کہ ماحولیاتی تبدیلی صرف عالمی بحث نہیں بلکہ یہ پاکستان کے لیے ایک بڑا خطرہ ہے، خاص طور پر جب ملک میں غذائی تحفظ کے خطرات بڑھ رہے ہوں۔ ایسے خطرات سے نمٹنے کے لیے ہمیں کثیر مرحلہ اقدامات کی ضرورت ہے جس میں پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت میں توسیع، پانی کے استعمال کو بہتر بنانا اور ماحولیاتی تبدیلی سے ہم آہنگ بلند یافت کی فصلوں کو متعارف کرانا شامل ہیں۔

80 گندم کی ملکی پیداوار میں شمالی پہاڑی علاقے کا حصہ صرف 2 فیصد ہے۔

81 ایم محسن اقبال، ارشد ایم خان (2009ء)، "Climate Change and Rice Production in Pakistan: Calibration, Validation and Application of CERES-Rice Model"، GCSIC-RR-15.

82 زیر زمین پانی میں اضافے کی وجہ سے فیصل آباد میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ کم ہو گیا۔

83 پرویز، عامر IUCN Pakistan "Policy Gap Analysis"،

حوالہ جات:

- رسول، جی اور کاظمی ڈی ایچ، ”پاکستان کے علاقے پوٹھوہار میں گندم کی یافت کی پیش گوئی اور ماحولیاتی تبدیلی“۔ جرمن لمبارٹ اکیڈمک پبلشنگ۔
- رسول، جی، کیوزیڈ چوہدری، اے محمد، کے ڈبلیو حیدر، ”درجہ حرارت میں اضافے کا فصل کی نمو اور پیداوار پر اثر“۔ پاکستان جرنل آف میٹریولوجی، جلد 8 (15)۔
- رسول، جی، کیوزیڈ چوہدری، اے محمد، کے ڈبلیو حیدر، ”چین دا ہے“، ”Glaciers and Glacial Lakes under Changing Climate in Pakistan“۔ پاکستان جرنل آف میٹریولوجی، جلد 8 (15)۔
- ایم محسن اقبال، ارشد ایم خان (2009ء)، ”Climate Change and Rice Production in Pakistan: Calibration, Validation and Application of CERES-Rice Model“۔ جی سی ایس آئی سی۔ آر آر۔ 15۔
- ایم محسن اقبال، ارشد ایم خان (2009ء)، ”Climate Change and Wheat Production in Pakistan: Calibration, Validation and Application of CERES-Wheat Mode“۔ جی سی ایس آئی سی۔ آر آر۔ 14۔
- غضنفر علی، شبیہ الحسن، ارشد ایم خان (2009ء)، ”پاکستان میں پانی کے ذخائر کے مضمرات اور اطلاق“۔ جی سی ایس آئی سی۔ آر آر۔ 13۔

اظہار تشکر:

غضنفر علی، جی سی آئی ایس سی اسلام آباد میں سربراہ پانی کے وسائل اور Glaciology سیکشن کے سربراہ غضنفر علی اور زراعت و کوآرڈی نیشن سیکشن، گلوبل چینج امپیکٹ اسٹڈی سینٹر (جی سی آئی ایس سی) اسلام آباد کے سربراہ محسن اقبال کا خصوصی شکریہ۔